۲۷۷۱ ۲۷۷۰
~~۳۷۴۹~~ ~~۳۷۲۸~~

تاریخ جنگ بلقان و جنگ طرابلس

مع ضمیمہ حالات سلاطین آل عثمان

حصہ دوم

۳۴۱
۶۴

بنصر من اللہ وفتح قریب

جنگ بلقان میں ترکوں کے تازہ کارنامے اور گذشتہ معرکے

یعنی

تاریخ جنگ بلقان

معہ حالات

سلاطین آل عثمان

حصہ اوّل

خاکسار محمد حفیظ اللہ قریشی نے نہایت احتیاط کے ساتھ

مستند ذریعوں اور معتبر تاریخی کتابوں سے اخذ کرکے مرتب کیا

اور

جنرل منیجر قریشی بک ایجنسی لاہور کیلئے

سنہ ۱۹۱۳ء میں

یونین سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوکر شائع ہوئی

الفاروق

سوانح عمری حضرت عمر رضی اللہ عنہ

جس میں اُنکے بچپن کے زمانے سے لیکر وفات تک کے تمام حالات معہ فتوحات کے جو اُنکے زمانہ میں ہوئی ہیں بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کر کے درج کئے گئے ہیں۔ دیباچہ میں بہت سے اہم اور عظیم الشان امور سے نہایت دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ کسی مسلمان کو اس بے نظیر اور عدیم المثال ہیرو کے حالات کو شوق سے پڑھنے کیواسطے ترغیب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جسقدر وہ حالات دلچسپ ہیں اُسی قدر اس زمانہ کے مسلمانوں کیواسطے ہادی اور رہنما اور ناصح ہیں۔ غرض اسلامی سچّی شان و شوکت اور اصل جاہ و جلال اور بے نظیر شجاعت اور تہور کی تصویریں ہیں جو اس کتاب میں کھینچی گئی ہیں۔ ضخامت ۳۰۰ صفحے سے زیادہ اعلےٰ قسم کے کاغذ پر بہت خوشخط تیار ہے۔ از منشی سراج الدین احمدؐ ایڈیٹر اخبار چودھویں صدی

قیمت (عہ/)

خالد بن ولید

حضرت خالد بن ولید سیف اللہ مسلمانوں کے مشہور سپہ سالار کے حالات مختلف اسلامی تاریخوں سے مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی نے بڑی محنت اور لیاقت سے مرتب کئے ہیں۔ تاریخ اسلام کے اس نہایت پرجوش اور خالص اسلامی حمیّت کے زمانہ کے حالات اور مختلف مہمات فوج کشی اور میدان ہائے کارزار کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ قیمت (عہ/) المشتہر

اکتوبر ۱۹۱۲ء میں جبکہ بلقانی اتحادیوں نے دولت علیہ عثمانیہ کے ساتھ نہایت

دیدہ دلیری اور شوخ چشمی سے بلا وجہ اپنی نمک حرامی کا ثبوت دیتے ہوئے

جنگ چھیڑ دیا تو میرے اُن غائبانہ کرمفرماؤں نے کہ جنھوں نے میری مرتبہ کتاب

"جنگ طرابلس کے چشم دید حالات حصہ اول و دوم" کو مطالعہ فرمایا تھا۔ مجھے متعدد

تحریروں سے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں سلطنت عثمانیہ کے شروع سے اجتک کے

حالات نہایت عمدہ پیرایہ میں مکمل لیکن مختصر طور پر ایک کتاب کی شکل میں لکھوں

اور ساتھ ہی موجودہ جنگ بلقان کے صحیح صحیح حالات بھی جو معتبر ذرائع سے بہم پہونچ

سکتے ہوں شامل کروں۔ تو مینے خدا کا نام لیکر اس کام کو شروع کیا۔ الحمد للہ کہ آج

میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو کر ناظرین کی خدمت عالیہ میں اپنی ناچیز تالیف کو

پیش کرتا ہوں ٭

مینے اس کتاب میں حتے الامکان وہی واقعات اور حالات لکھے ہیں کہ جنکے ساتھ

مورخین کو پورا پورا اتفاق ہے۔ اور جن واقعات میں اکثر مورخین کو اختلاف تھا وہ قلم

انداز کر دیئے گئے ہیں۔ اسکی ترتیب و تالیف میں مینے تاریخ الخلفا و تذکرۃ الکرام

و دیگر کئی ایک تاریخی کتابوں سے مدد لیکر سلطان عثمان خاں اوّل بانی سلطنت عثمانیہ

سے شروع کر کے اعلحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خامس تک کے پینتیس ۳۵

سلاطین کے مفصّل حالات جو کہ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوتے رہے درج

کر دیئے گئے ہیں۔ سلطنت مذکور کی ابتدائی حالت اور اس کا عروج تنزلوں

کے صحیح صحیح واقعات نہایت معتبر ذرایع سے جس قدر مجھے عربی اخبارات یا انگریزی اخبارات میں نامہ نگاران جنگ کے شایع کرائے ہوئے مل سکے ہیں۔ تاریخوار درج کر کے یونان۔ بلغاریہ۔ سرویہ و مانٹی نیگرو کے حکمرانوں کے مفصل حالات انکی فوجی طاقت ملکی وسعت کو بیان کر کے صوبہ مقدونیہ کے تاریخی حالات بھی لکھدیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی تصاویر اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خامس و غازی مختار پاشا۔ غازی ناظم پاشا غازی عبداللہ پاشا و شاہ بلغاریہ۔ سرویہ۔ شاہ یونان و شاہ مانٹی نیگر شامل کی گئیں ہیں اور ہر ایک واقعہ کو نہایت مفصل اور تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی واقعہ غیر مستند درج ہو گیا ہو تو براے مہربانی ناظرین کرام مجھے مطلع فرماویں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اُنکی اصلاح کر دی جائے۔

وما توفیقی الا باللہ

محمد حفیظ اللہ قریشی عفا اللہ عنہ

لاہور۔ یکم جنوری ۱۹۱۳ء

اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خان خامس

خلد اللہ ملکہٗ

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۶۰ و ۴۳ ۔

حضرت ناظم پاشا سپہ سالار جنگ بلقان

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۱۰۲

غازی محمود مختار پاشا

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۱۰۴

جرنیل عبداللہ پاشا کمانڈر افسر ایڈریانوپل

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۱۰۶

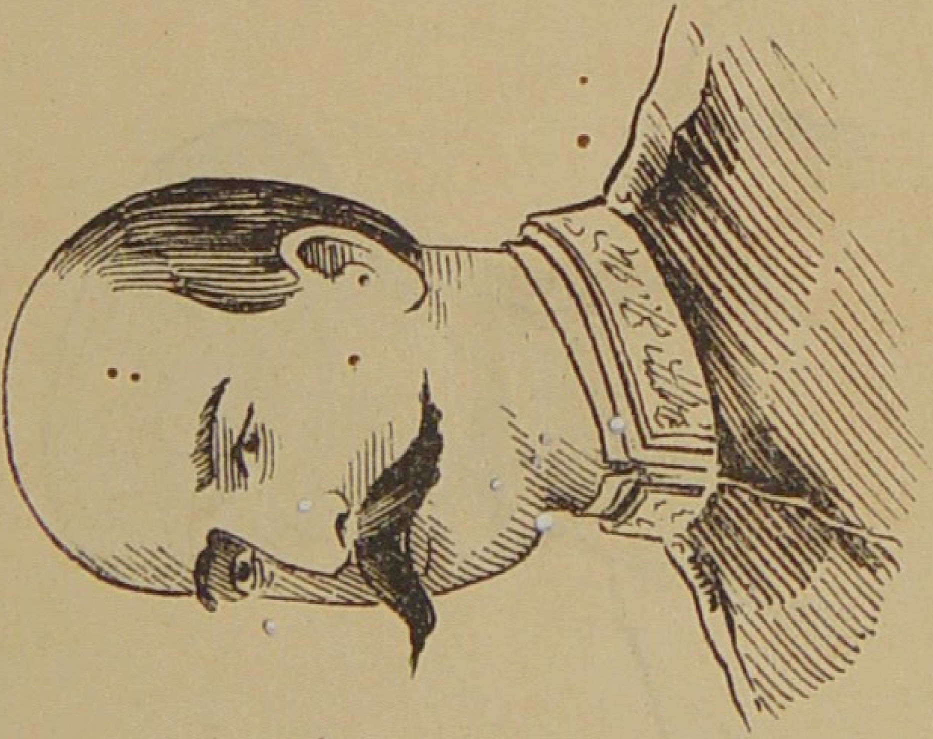

دیکھو مفصّل حالات صفحہ نمبر ۷۷

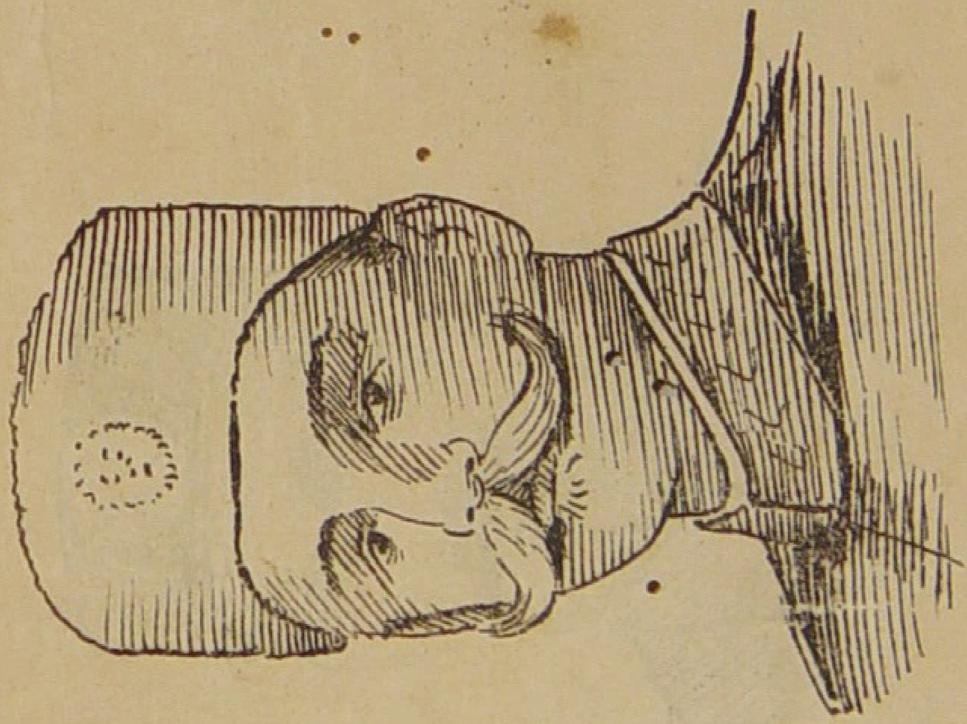

دیکھو مفصّل حالات صفحہ نمبر ۷۵

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۶۵

دیکھو مفصل حالات صفحہ نمبر ۶۹

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلطنت عثمانیہ کا آغاز

قدیم اور جدید کی تواریخوں کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۱۵ھ ہجری میں جبکہ چنگیز خاں نے ہندوستان و بلخ بخارا وغیرہ کو جلا کر اور لوٹ کر ویران کر دیا تھا۔ سلیمان شاہ ابن قبا ئب شہر ہامان میں جو کہ بلخ کے قریب واقع ہے بادشاہ تھا شہر ہامان میں سلیمان شاہ نے بتدریج ترقی کرنی شروع کی۔ چونکہ اس وقت دیگر سلاطین اور چھوٹے چھوٹے صوبوں میں سخت ناچاقی تھی اور وہ ہر وقت ایک دوسرے سے بر سر پیکار رہتے تھے۔ لہذا سلیمان شاہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر خاندان ترکمان کے بیس ہزار جوانوں کے ہمراہ ارض روم پر چڑھائی کی۔ اور وہاں سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کرنے کا قصد کیا۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ سلیمان شاہ دریا کو عبور کرنے کے لئے جونہی اترا کہ پانی کی ایک لہر قضا و قدر کی طرح اس طرح آئی کہ شاہ کو بمعہ گھوڑے کے بہا کر لے گئی چنانچہ بڑی تلاش کے بعد سلیمان شاہ کی لاش ملی جسے قلعہ خیبر کے سامنے دفن کر دیا گیا۔ بادشاہ کے غرق ہو جانے سے بیس ہزار جوانوں کے دل مردہ ہو گئے۔ اور وہ چاروں طرف منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ اور جہاں کسی کو امان اور مکان ملا سکونت پذیر ہو گیا۔ چنانچہ ابتک انکی اولاد مختلف علاقوں میں موجود ہے جو آج کل ترکوں کی قوم کہلاتی ہے۔ سلیمان شاہ نے چار بیٹے سنقر و دا اور بقدار و ارطغرل اور ڈونڈا اپنے پیچھے چھوڑے۔ جن میں سے اول دونوں تو عجم کی طرف واپس چلے آئے لیکن

روم میں ایک صوبے کا فرمانروا تھا ملے۔ سلطان نے ان دونوں کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے پاس رہنے کا حکم دیا۔ چونکہ یہ دونو بھائی سپاہی پیشہ اور بہادر جوانمرد تھے۔ لہذا سلطان کے ساتھ کئی معرکوں میں شریک ہوتے رہے۔ ارطغرل نے سنہ ۶۸۰ھ میں وفات پائی۔ اور ایک بیٹا جس کا نام عثمان خاں تھا اور جو کہ سنہ ۶۵۷ھ میں پیدا ہوا تھا اپنے پیچھے چھوڑا۔ تیئیس۲۳ سال کی عمر میں عثمان خاں نے بھی سلطان علاؤالدین سلجوقی کی ملازمت اختیار کی۔ عثمان خاں نہایت دلیر اور بہادر تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسکی جوانمردی کو بارہا آزمایا۔ اور اسے چند ہی دنوں میں فوج کا سپہ سالار بنادیا۔ اور رفتہ رفتہ سلطنت کے تمام کاروبار کا کلی اختیار دیدیا۔ اور وہ اپنے آقا کے ساتھ بڑے بڑے معرکوں میں شریک رہا۔ سلطنت کے دوسرے کاموں میں بھی ثابت قدم اور مستقل مزاج ثابت ہوا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں اپنی شجاعت و وفاداری اور قابلیت کے باعث روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے۔ اور عثمان خاں غازی کے لقب سے سرفراز کئے گئے سنہ ۶۹۹ھ میں جبکہ سلطان علاؤالدین سلجوقی سے تاتاریوں کا مقابلہ ہوا تو چھ ماہ کی خونریز جنگ کے بعد تاتاریوں نے سلطان کو شکست دی اور اس کے تیسرے ماہ بعد سلطان علاوالدین سلجوقی فوت ہوگیا۔ چونکہ سلطان کا کوئی بیٹا نہ تھا جو کہ وارث تخت و تاج ہوتا۔ اور ملک کی رعایا بھی عثمان خاں غازی سے نہایت خوش تھی اور انکی دلی خواہش تھی کہ عثمان خاں غازی کو تخت پر بٹھایا جائے۔ لہذا سب نے باتفاق انکو تخت پر بٹھایا۔ عثمان خاں غازی نے تخت نشین ہوتے ہی سلطان علاؤالدین کی بیٹی سے شادی کرلی جس سے رعایا اور دیگر لوگوں کے دلوں میں عثمان خاں کی محبت اور زیادہ بڑھ گئی

...عثمانیہ کے اول سلطان عثمان خان

کے حالات

سلطان عثمان خان غازی سلاطین عثمانیہ کے پہلے بادشاہ اور سلطنت عثمانیہ کے بانی ہیں سنہ ۶۹۹ھ میں تخت نشین ہوئے۔ چونکہ شروع سے ہی صاحب ہمت واستقلال اور دلیر اور بہادر واقع ہوئے تھے۔ تخت پر بیٹھتے ہی بہت سے ملک فتح کئے۔ سب سے اول قلعہ قرہ حصار کو فتح کیا۔ اور اسے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا سنہ [illegible]ھ میں حاکم برصہ سے جو کہ ان دنوں ایک بہادر حاکم تھا مقابلہ ہوا۔ اور اس کے ملک کے اکثر حصے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کئے۔ چونکہ سلطان ایک دیندار اور اسلام کا سچا خدمتگذار تھا لہذا عیسائی سلاطین کو اسلام کی دعوت دی۔ اکثر سلاطین نے اسلام کے حلقہ بگوش ہونے کا فخر حاصل کیا اور بعض نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اور بعض سلاطین جو مقابلہ پر آئے انہیں شکست دیکر گرفتار کیا۔ غرضیکہ اسلام کے پھیلانے میں رات دن ایک کر دیا۔ ادھر سلطان تو ہر وقت جہاد کے نشہ میں مست ہو کر اسلام کو پھیلا رہا تھا۔ اِدھر تاتاریوں نے جو کہ بعض ممالک پر قابض تھے۔ یک لخت سلطان کے ملک پر حملہ کیا۔ لیکن سلطان کے ولی عہد ادرخان نے نہایت بہادری اور دلیری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اُنکو الٹے پاؤں بھاگنا پڑا۔ تاتاریوں کو شکست دینے کے بعد ادرخان نے اپنے باپ سلطان عثمان خان کے اُس ارادے کو پورا کرنا چاہا جس کے لئے سلطان نے مدتوں سے فوجیں بھیج رکھیں تھیں۔ اور وہ برصہ کا مستحکم قلعہ تھا۔ جس کو فتح کرنا اور اس پر قبضہ کرنا ایک عظیم الشان فتح حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ ادرخاں نے باپ کی اجازت سے برصہ پر مزید فوج لیکر چڑھائی کی۔ اور چاروں طرف سے قلعے کا ایسا محاصرہ کیا کہ حاکم برصہ

کو مجبوراً قیصر روم کے بیٹے انڈرونیکوس کی صلاح اور مشورہ سے ۷۲۶ھ میں قلعہ ادرخاں کے حوالہ کر دینا پڑا۔ اور خود اپنی عزیز جان لیکر کہیں بھاگ گیا۔ قلعہ میں علاوہ دیگر سامان حرب کے ادرخاں کو تیئیس ۲۳ ہزار اشرفیاں دستیاب ہوئیں ادرخاں ابھی قلعہ کے فتح کرنے کی خوشی اور مال غنیمت کے سمیٹنے میں مشغول تھا کہ اسی وقت اسے اپنے باپ سلطان عثمان خاں کی علالت طبع کی خبر ملی۔ جسے سنکر وہ نہایت گھبرایا اور اسی وقت قرہ حصار میں واپس آگیا۔ لیکن اس وقت سلطان عثمان خاں حالت نزع میں تھا۔ بسوائے زیارت باپ کے اور کوئی بات ادرخاں کو سلطان سے کرنی نصیب نہ ہوئی۔ اور ماہ رمضان المبارک ۷۲۶ھ میں سلطان عثمان خاں نے وفات پائی۔ ادرخاں نے باپ کی نعش کو قلعہ برصہ میں دفن کر کے اس پر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ یہ سلطان نہایت سخی اور رحم دل اور دیندار مسلمان اور سپاہ دوست تھا۔

(۲) سلطان ادرخاں اول

سلطان عثمان خاں غازی کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا سلطان ادرخاں تخت نشین ہوا۔ سلطان ادرخاں نے تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا۔ کہ بجائے قرہ حصار کے اپنا دار السلطنت برصہ کو مقرر کیا۔ باپ کی طرح سلطان کو بھی جہاد اور ملک گیری کا نہایت شوق تھا۔ چنانچہ کئی عیسائی سلاطین سے لڑبھڑ کر اُن کے بڑے بڑے نامی شہروں عنکولہ۔ کندود۔ ایدسن۔ سمندرہ وغیرہ کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ سلطان ادرخاں نے اپنے بھائی علاؤ الدین کو پہلے وزیر مقرر کیا لیکن علاؤ الدین تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ تو سلطان نے سلیمان پاشا جنہوں نے قلعہ کملک کو فتح کیا تھا۔ وزیر اعظم مقرر کیا۔ جس طرح سلطان خود دلیر اور جوان مرد تھا اسی طرح وزیر بھی وفادار اور نمک حلال تھا۔ چنانچہ تھوڑے

ہی عرصہ میں قلعہ ادنیک کو فتح کرکے سنہ ھ میں بیرقطیا کو فتح کرلیا اور ساتھ ہی شہر گیلی پولی جو قسطنطینیہ کی حد پر اور یورپ میں واقع ہے قبضہ کرلیا۔ ان مقامات کے فتح ہونے پر رومیوں کی قوت بالکل ضعیف ہوگئی۔ سنہ ۷۶۰ھ میں سلیمان پاشا گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہوا جس کا صدمہ اور رنج سلطان کو اس قدر ہوا کہ وزیر کے مرنے کے ایک سال بعد ہی اسی غم اور رنج میں نیتیس ۳۵ سال بادشاہت کرکے اکاسی سال کی عمر میں سنہ ۷۶۱ھ میں دار فانی سے ملک عدم کو سدھارا۔ اس بادشاہ نے اپنے ملک میں جا بجا مدرسے اور مسجدیں اور سرائیں بنوائیں۔ یہ بادشاہ نہایت بہادر دلیر اور شجاع اور رحم دل اور سخی اور بردبار عقلمند تھا۔ اس نے صرف ایک بیٹا مراد خاں اپنے پیچھے چھوڑا۔

(۳) سلطان مراد خاں اوّل

سلطان مراد خاں اپنے باپ سلطان اورخاں کی وفات کے بعد سنہ ۷۶۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ اسے بھی باپ کی طرح اپنے ملک کو وسعت دینے اور اسے ترقی دینے کا خیال تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے سپہ سالار اعلیٰ لالا شاہین کو ترکوں کے ایک جرار اور خونخوار لشکر کے ساتھ اطراف و جوانب کے ملکوں کو فتح کرنے کیلئے روانہ کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں سپہ سالار نے بہادر فوج کے ساتھ بہت سے شہروں پر کوہ بلقان تک قبضہ کرکے فتح و نصرت کا جھنڈا نصب کیا۔ بادشاہ یونان نے جیسا اسلام کے لشکر کی بہادری اور جانثاری معلوم ہو چکی تھی۔ نہایت عاجزی سے صلح کرلی۔ لیکن قیصر روم جو کہ اس وقت قسطنطینیہ کا والی اور تمام یورپ میں قیصر سمجھا جاتا تھا۔ اسلام کو دن بدن بڑھتے ہوئے دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا۔ اور اس نے سلطان مراد خاں کے مقابلہ کے لئے پاپائے روم (جو کہ شہر روما ملک اٹلی میں رہتا تھا) سے مدد مانگی۔ چنانچہ تمام یورپ

نے عیسائی سلاطین نے قیصر روم کی امداد سے کو بیس بیس اور بڑے زور و شور
سے سلطان پر چڑھائی کی۔ ادھر سلطان کو بھی معلوم ہو چکا تھا۔ اسنے بھی اپنی تمام
فوج کو آراستہ کرکے اسلام پر جان دینے کے لئے تیار کیا۔ اور فریقین میں ایک معرکے کا
جنگ ہوا۔ ہزاروں لاکھوں سر تن سے جدا ہوئے۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ مگر باوجود
اس قدر عظیم الیشان فوج اور امداد کے قیصر روم کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اور
سلطان کی فوج فتح و نصرت کے شادیانے بجانے لگی۔ اس طرح بڑی ذلت کے ساتھ
شکست کھاکر قیصر روم نے سلطان کے ساتھ نہایت عاجزی سے صلح کرلی۔
صرف پانچ سال کے عرصے میں عیسائیوں کے کئی شہروں پر مسلمان قابض ہوگئے
والی قرمیاں جوکہ عیسائی بادشاہ تھا۔ اسنے اپنی عزت و آبرو قائم رکھنے کے لئے
اپنی اکلوتی بیٹی کا نکاح سلطان کے بیٹے بایزید سے کردیا۔ اور اس طرح اپنی عزت
کو قایم رکھ سکا ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء میں شاہ سردیا نے جوکہ ایک عیسائی بادشاہ
ہے۔ اپنے ہم مذہبوں کے اتفاق اور اتحاد سے کئی لاکھ فوج جمع کرکے سلطان پر
فوج کشی کی۔ سلطان نے بھی بڑے استقلال اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا
اور گو سلطان کی فوج دشمن کے فوج سے چوتھے حصے کے بھی برابر نہ تھی۔ لیکن سلطان
نے اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے ایسی بہادری اور شجاعت سے حملہ کیا کہ دشمن
کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ ولی عہد سلطنت بایزید نے ایک طرف سے حملہ کیا
اور دوسری طرف سے سلطان نے خود دھاوا بول دیا۔ اور ایک ہی حملہ میں دشمن کو
بھگاکر بادشاہ سردیا کو زندہ گرفتار کرلیا۔ دشمن کو زندہ گرفتار کرنے اور نمایاں
فتح حاصل کرنے کے بعد سلطان میدان جنگ میں غنیم کی فوج کے مقتولین اور مجروحین
کی لاشوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہ یکایک مجروحین میں سے ایک شخص نے جوکہ نیم جان پڑا ہوا

... سلطان جانبر نہ ہو سکا۔ سلطانی فوج نے قاتل کی بوٹی بوٹی کرنے کے بعد سلطان کی لاش کو نہایت احترام سے شہزادہ بایزید کے پاس پونچایا۔ جسے بایزید نے قلعہ برصہ میں دفن کیا۔ اس بادشاہ نے ۵۴ برس سلطنت کر کے ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اس کے عہد میں رعایا نہایت خوش و خرم تھی۔ عقل مند دور اندیش۔ درویش سیرت اور صوفی مشرب تھا۔ اسنے ایک فوج بنام نیگ چری (جسکے معنے ترکی زبان میں فوج جدید کے ہیں) کم عمر لڑکوں کو فوج میں بھرتی کرلنے اور انکو فنون جنگ سے ماہر کرنے کے لئے مرتب کی تھی اسنے برصہ کو چھوڑ کر اپنا دار السلطنت ادرنہ مقرر کیا۔

(۴) سلطان بایزید یلدرم

سلطان بایزید یلدرم اپنے باپ کے فوت ہونے کے بعد ۷۹۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ سلطان کے تخت نشین ہوتے ہی فوج نے شاہ سرویہ پر جو کہ بڑا متعصب اور اسلام کا دشمن تھا چڑھائی کی لیکن والی سرویہ نے جو کہ سلطان کی جرار فوج کی بہادری سے بخوبی واقف تھا۔ نہایت دوراندیشی اور مال اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان سے کردی۔ اور اپنا پیچھا چھڑایا۔ سلطان ابھی سرویہ کو تیار ہونے کو تھا کہ قسطنطینیہ میں بدامنی پھیل گئی۔ وہ اسطرح کہ قیصر روم جان بلالوغ کے خلاف اسکے بیٹے اور پوتوں نے یہ سازش کی کہ قیصر کو تخت سے اتار کر قید کر لیا جائے۔ لیکن جان بلالوغ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اور اسنے اپنے بیٹے انڈرونیکولس کو معہ اسکے بچیوں کے قید کر لیا۔ انڈرونیکولس بھی اپنی دھن کا پکا تھا۔ اسنے قید خانہ سے ہی ایک پوشیدہ عرضی سلطان کے نام بھیجکر التجا کی کہ سلطان قسطنطینیہ پر چڑھائی کرے۔ سلطان نے اس بات پر فوراً عمل کیا اور قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ چونکہ قیصر کی تمام فوج

اندرونیکوس نے کی ہوئی تھی۔ لہذا بغیر کسی مزاحمت اور لڑائی کے سلطان نے جان
بلانوغ اور اسکے دوسرے بیٹے مانیوئل کو قید کر لیا۔ اور اندرونیکوس سے خراج
مقرر کرکے قسطنطینہ کا تخت سپرد کیا۔ جان بلانوغ اور مانیوئل جن کو قید کیا ہوا تھا
کسی طرح قید سے بھاگ کر سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور التجا کی اور اس بات
کا معاہدہ کیا کہ اگر سلطان دوبارہ تخت قسطنطینہ ہمارے حوالے کرے تو ہم اسکے
معاوضہ میں علاوہ اس جزیہ کے جو انڈرونیکولس دیتا ہے بارہ ہزار رومی فوج
سلطان کے ہمراہ رکھینگے۔ جس کا خرچ سلطنت روم ادا کریگی۔ سلطان نے اس
بات کو منظور فرما کر انڈرونیکولس اور اسکے بیٹے کو تخت قسطنطینہ سے معزول کرکے
ملک جان بلانوغ کے حوالے کر دیا اور انڈرونیکولس کو معہ اسکے بیٹے کے جزیرہ سفید
میں قید کر دیا۔ انہی دنوں شاہ سرویہ کو جو کہ اپنی سلطنت میں کسی مسلمان کو نہ رہنے
دیتا تھا اور نہ ہی اپنے ملک میں مسلمانوں کا کوئی جائے عبادت بنانے دیتا تھا
سلطان نے حکم دیا کہ اگر تم اپنی خیر عافیت چاہتے ہو تو اہل اسلام کو بلا روک ٹوک
مذہبی آزادی سے اپنے ملک میں رہنے دو۔ اور انکے لئے عبادت گاہیں اور مدرسے
بنواؤ۔ چنانچہ شاہ سرویہ نے قہراً و جبراً سلطان کے حکم کو قبول کیا۔ اور مسلمانوں
کو مسجدوں کے بنانے اور انکو آزادی کے ساتھ رہنے کی اجازت دی۔ ان باتوں
سے فارغ ہو کر سلطان نے دوبارہ جہاد کا قصد کیا اور بارہ ہزار فوج جس کا وعدہ
قیصر روم نے کیا ہوا تھا طلب کی جسکو قیصر روم نے بلا چون و چرا اپنے بیٹے مانیوئل
کی ماتحتی میں روانہ کر دیا۔ سلطان نے اس بارہ ہزار فوج کے ساتھ ملک اسٹریہ
پر چڑھائی کی اور جزیرہ اودوس کو فتح کیا۔ اسی عرصہ میں سلطان کو معلوم ہوا
کہ جان بلانوغ قسطنطینہ میں نیا قلعہ تیار کر رہا ہے۔ اور سامان جنگ کی فراہمی
میں مشغول ہے۔ سلطان نے یہ خبر پاتے ہی قیصر روم جان بلانوغ کو کہلا

بھیجا کہ جو قلعہ وہ تیار کر رہا ہے اسے فوراً گرا دے ورنہ بصورت دیگر اسکے بیٹے مانیوئل
کی آنکھیں نکال لیجائینگی قیصر نے سلطان کے حکم کو پاتے ہی فوراً قلعہ کو گرا دیا۔ لیکن اسی
غم میں چند روز بیمار رہکر مرگیا۔ مانیوئل کو جب باپ کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ بلا اجازت
سلطان کے فوراً قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ سلطان کو
جب معلوم ہوا کہ مانیوئل بلا اجازت شاہی قسطنطنیہ چلا گیا ہے۔ قسطنطنیہ پر چڑھائی
کردی اور ساتھ ہی ایک جرار لشکر ملک بلغاریہ پر بھیجا۔ اور بلغاریہ کے دو تین شہروں
پر قبضہ کرلیا۔ انہی دنوں سلطان کی فوج کے ایک سردار علاؤالدین نے بغاوت کی۔
اور وزیر اعظم کو قید کرلیا۔ لیکن سلطان نے بلا کسی فساد کے علاؤالدین کو قید کر کے
کیفر کردار کو پونچایا۔ اس کے بعد سلطان کو پھر کشور کشائی کا شوق ہوا۔ اور بہت سے
معرکوں اور لڑائیوں کے بعد عیسائیوں کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا۔ جہاں بہت
سے لوگ سلطان کے خوف سے سمرقند کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے امیر
تیمور گورگانی کے پاس پناہ لی۔

سلطان بایزید کا امیر تیمور گورگانی کے ساتھ جنگ

سنہ ۷۹۶ھ میں سلطان بایزید نے قسطنطنیہ پر دوبارہ چڑھائی کی۔ چنانچہ قیصر روم
نے سلطان کی فوج کشی کی خبر سنکر بابائے روم کو روما (ملک اٹلی) میں اور دیگر عیسائی
بادشاہوں کو امداد کے لئے لکھا اور ان سے سلطان کے مقابلہ کے لئے امداد چاہی۔ تمام
عیسائی بادشاہوں نے قیصر کی امداد کے لئے اسی ہزار فوج روانہ کی۔ اور شہر نکوپولی
میں معرکے کا جنگ ہوا گو قیصر کی جانثار فوج نے نہایت شدید حملے کئے اور بڑے زور
و شور سے تلواریں چلائیں۔ لیکن سلطان کی فوج نے قیصر کو شکست دی۔ اور اس کا تمام
لشکر بد حواس ہو کر بھاگا جس میں سے دس ہزار عیسائی زندہ گرفتار کئے گئے قیصر

شکست کھا کر امیر تیمور گورگانی سے جو کہ اس وقت سمرقند وغیرہ کا حاکم تھا امداد کا طالب ہوا۔ لیکن امیر نے اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایک مسلمان کے مقابلہ میں دوسری قوم کے بادشاہ کو مدد دینا خود اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کرنا ہے۔ صاف جواب دیا۔ لاچار اور مجبور قیصر نے سلطان سے معافی مانگ کر صلح کر لی اس عظیم الشان فتح حاصل کرنے کے بعد سلطان اپنی دارالسلطنت کو واپس آیا یہاں آتے ہی سلطان کو امیر تیمور گورگانی کا ایلچی اور نامہ ملا جس میں امیر نے احمد جلبار والی عراق کو جس نے سلطان بایزید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا۔ اور ساتھ ہی دوستانہ طریق سے یہ بھی لکھا کہ عیسائی جو تمہارے دین کے دشمن اور اسلام کے بدخواہ ہیں۔ اور تیرے مار ڈالنے کے در پے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہا کرو اور اُن سے غافل نہ رہا کرو حقیقت میں اس زمانہ کے مطابق یہ ایک نہایت ہی دوستانہ نصیحت تھی جو کہ امیر نے سلطان کو لکھی۔ لیکن سلطان کی قسمت کے دن بُرے آرہے تھے اسے وہ خیر خواہی کا پیغام بُرا معلوم ہوا۔ اور امیر کے ایلچی کو نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ دربار سے نکال دیا۔ اور ساتھ ہی امیر کے خط کا سخت الفاظ میں جواب دیا۔ امیر تیمور بھی ایک نہایت جوشیلا اور تند مزاج تھا۔ اُسے جب قاصد کی زبانی اسکی بے عزتی کا حال معلوم ہوا اور اپنے خط کا جواب سخت الفاظ میں پڑھا تو وہ نہایت جوش میں آیا۔ اور اسی وقت ایک جرار فوج لیکر سلطان بایزید کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ چنانچہ ان دونو اسلامی بہادروں کے لشکروں کا سامنا شہر سیواس میں (جو کہ دریائے قزل ارمان پر ہے) ہوا۔ سلطان بایزید کے بیٹے اور چند سرداروں سے امیر تیمور کی سخت خون ریز جنگ ہوئی۔ آخر کار سلطان کا بیٹا اور کل نامور سردار مارے گئے۔ سلطان کو جب بیٹے اور نامی سرداروں کے قتل کا حال معلوم ہوا۔ تو

نے شکست کھائی - اور امیر تیمور کی فوج نے سلطان کو گرفتار کر کے امیر کے سامنے پیش کیا - امیر سلطان سے نہایت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا - اور اسے اپنے برابر بٹھایا - اور حسین برلاس کو سلطان کی نگرانی پر مقرر کر کے بایزید کو نظر بند رکھا - چونکہ سلطان بایزید نہایت غیور تھا - اس قید و شکست کا اس کے دل پر سخت اثر پڑا جس کے باعث وہ بیمار ہو گیا - باوجود بہت کچھ علاج معالجہ کے کوئی فائدہ نہ ہوا آخر ۱۴ شعبان ۸۰۵ھ کو سلطان نے اس بے ثبات دنیا سے رحلت کی - امیر نے بایزید کی لاش کو اسکے بیٹے موسیٰ کے حوالہ کیا اور اسکو رخصت دی - موسیٰ نے باپ کی لاش کو برصہ میں لا کر دفن کیا سلطان بایزید نے پانچ بیٹے موسیٰ - سلیمان - محمد عیسیٰ - اور مصطفے اپنے پیچھے چھوڑے - یہ بادشاہ پکا مسلمان اور اسلام کا خیر خواہ اور دل کا سخی تھا - لیکن ملازموں پر نہائیت سختی کیا کرتا تھا *

(۵) سلطان محمد خان اوّل

سلطان بایزید یلدرم کو جس وقت امیر تیمور نے قید کر لیا - تو انکے بیٹے بھاگ کر اپنے دارالسلطنت میں آئے - اور جونہی کہ امیر تیمور اپنے وطن کو واپس گیا - ان سب بھائیوں میں اس قدر لڑائی جھگڑے ہوئے کہ جنکی تفصیل کے لئے بہت سا وقت اور ایک ضخیم کتاب درکار ہے - گیارہ برس کی خانہ جنگیوں کے بعد فوج ینگ جری نے سلیمان کو اس وجہ سے قتل کر ڈالا کہ اسنے فوج کے ایک سردار کی داڑھی منڈوائی تھی - سلیمان کے بھائی موسیٰ کو جب معلوم ہوا تو اسنے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کا قصد کیا - اور سپاہ ینگ چری کے اکثر آدمیوں کو زندہ گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا - لیکن اس بے رحمی کا صدمہ خدا نے اُسے یہ دیا کہ چند ہی دنوں کے بعد ۸۱۶ھ میں

محمد خان نے موسے کو قتل کر کے خود تخت سلطنت سنبھالا۔ تخت نشین ہوتے ہی

سلطان محمد خاں نے اپنی توجہ ملک کے انتظام کی طرف کی جو عرصہ کی خانہ جنگیوں کے

باعث بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا۔ عیسائی بادشاہوں اور شاہ یونان سے

دوستانہ تعلقات بڑھائے۔ انہی دنوں حاکم کرمان نے جسکو سلطان بایزید یلدرم

مرحوم کے ساتھ دلی کینہ تھا موقع پاکر اس کی لاش کو کھود کر جلا دیا۔ اور فساد مچانا

شروع کیا۔ لیکن سلطان محمد خاں اول نے فوراً اس فساد کا قلع قمع کر کے حاکم

کرمان کو نہایت سختی کے ساتھ بھگا دیا۔ اور اسکے بیٹے مصطفےٰ بیگ کو زندہ گرفتار

کر کے حاضر دربار کیا مصطفےٰ بیگ نے قسم اُٹھائی کہ وہ کبھی سلطان کے ساتھ بے وفائی

نہیں کریگا۔ اور ہمیشہ سلطان کا فرمانبردار اور غلام ہوکر رہیگا۔ سلطان نے بھی قسم

کھائی کہ میں تم کو نہایت عزیز خیال کرونگا۔ اور اس کا قصور معاف کیا۔ لیکن

مصطفےٰ بیگ نے جو کہ دل میں بغض اور کینہ چھپائے ہوئے تھا۔ دربار سے نکلتے ہی

شاہی بکریوں کے گلّے کو لوٹنا شروع کیا۔ جب سلطان کو خبر ہوئی تو سواروں کو بھیجکر

اسے گرفتار کرایا اور دربار میں حاضر کر کے کہا کہ اے کمینے اور عہد شکن میری آنکھوں

سے دور ہوجا۔ اور جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔ اگر مینے تمہارے ساتھ عہد نہ کیا ہوا

ہوتا۔ تو آج تجھے زندہ درگور کر دیا ہوتا۔ لیکن مجھے اپنی بات کا پاس ہے۔ اور قسم سے پھرنا

میری شان کے لائق نہیں ہے۔ چنانچہ مصطفےٰ بیگ اپنے رنج اور غصے اور حسد

و کینے کو دل میں لئے ہوئے جبراً و قہراً سلطان کے ملک سے نکل گیا۔

مصطفےٰ

انہی دنوں ایک شخص نے اپنے آپکو یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطان بایزید کا بیٹا

جو کہ امیر تیمور کی لڑائی میں روپوش ہوگیا تھا ہے۔ چنانچہ مصطفےٰ نے تخت و تاج کے

حاصل کرنے کے لئے بغاوت اور فساد شروع کیا۔ سلطان نے فوراً فوج کشی کی جس

مصطفےٰ کو بھاگ کر قیصر روم کے ایک صوبہ دار کے پاس پناہ لینی پڑی۔ سلطا

... کو ... کہا کہ وہ ... سے ... کے حوالے کرے۔ لیکن صوبہ دار مذکور نے قیصر روم کی بلا اجازت دینے کا عذر پیش کیا سلطان نے صوبہ دار کا عذر تسلیم کر کے قیصر روم کو لکھا جس کے جواب میں قیصر روم نے نہایت ادب سے تحریر کیا کہ جو شخص کسی بادشاہ کی پناہ میں اس غرض سے آیا ہو کہ اسکی جان بچ جائے۔ اسے دوبارہ دشمن کے حوالے کرنا نہایت ہی بے حمیّتی ہے۔ لیکن آپ تسلی رکھیں کہ میں اسکو زندگی بھر اپنے قابو میں رکھونگا۔ سلطان نے اس بات کو بہتر خیال کر کے قبول کیا اور اسکے لئے کچھ ماہوار مقرر کر دیا۔ سلطان محمد خاں کے عہد کے جنگی حالات اس قدر ہیں کہ انکا اسجگہ بیان کرنا نہایت مشکل ہے۔ سلاطین عثمانیہ کا یہ پہلا بادشاہ ہے کہ جسنے جنگی جہاز اور بحری فوج اور توپ خانہ کو سلطنت عثمانیہ میں ایجاد کیا۔ اور پایہ تخت کو بجائے برصہ کے ایڈریانوپل میں منتقل کیا۔ ۸۲۴ھ ہجری میں سلطان کو خونی اسہال شروع ہوئے۔ اور باوجود علاج معالجہ کے مرض ترقی کرتی گئی۔ جب حالت نازک ہونے لگی تو آپنے بیٹے مراد کو امایہ سے بلایا۔ مگر ابھی مراد کو باپ کی بیماری کی خبر نہیں ملی تھی کہ سلطان محمد خاں نے انتقال کیا۔ وزیروں اور سلطنت کے عقل مند مشیروں نے یہ صلاح کی کہ ولی عہد سلطنت کے آنے تک سلطان کی وفات کی خبر کو مشہور نہ کیا جائے۔ چنانچہ اکتالیس دن کے بعد جب مراد خاں آیا اور تخت نشین ہوا تو رعایا و دیگر لوگوں کو معلوم ہوا کہ سلطان محمد خاں کا انتقال ہو گیا۔ سلطنت عثمانیہ میں اکثر مساجد اور مدرسے اس سلطان کے بنوائے ہوئے موجود ہیں۔ یہ سلطان نہایت ذہین عقل مند مستقل مزاج۔ عادل۔ اور کریم اور دوستی میں سچا بے کینہ تھا۔ دینداری اور اسلامی قوانین کا پورا پورا پابند اور ہمیشہ اُن پر کاربند رہتا تھا۔ ظاہری شان وشوکت اور زینت وغیرہ کو بہت پسند کیا کرتا تھا۔ سلاطین عثمانیہ میں سے یہی پہلا بادشاہ تھا جسنے مکہ معظمہ کے محتاجوں کے لئے سالانہ

(۶) سلطان مراد خاں ثانی

سلطان محمد خاں کے بعد ولی عہد سلطنت سلطان مراد خاں ثانی بیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سلطان کو تخت نشین ہوئے ابھی چند دن گذرے تھے کہ مانیوئل قیصر روم نے سلطان کو لکھا کہ یا تو آپ مجھے ایک معقول رقم عطا فرماویں ورنہ اپنا بیٹا میرے پاس رہن کر دیں۔ اور اگر آپ نے ان دونوں باتوں میں سے کسی کو بھی منظور نہ کیا۔ تو مجھے مجبوراً مصطفےٰ کو جو کہ سلطان بایزید کا بیٹا ہے رہا کر دینا پڑیگا مگر سلطان نے قیصر کی اس درخواست کو نہایت حقارت سے رد کر دیا۔ قیصر نے سلطان کی طرف سے جنگ جواب پاکر مصطفےٰ کو نہ صرف رہا کیا۔ بلکہ اسکو بیس ہزار فوج اور دس جنگی جہازوں کی امداد سے سلطان کے مقابلے کو روانہ کیا مصطفےٰ نے شہر گالی پولی پر بلا کسی لڑائی کے قبضہ کر لیا۔ سلطان کو جب مصطفےٰ کی خبر معلوم ہوئی۔ فوراً تیئس ہزار فوج بایزید پاشا کی زیر کمان مصطفےٰ کے مقابلے کے لئے روانہ کی۔ لیکن مصطفےٰ نے ایسی دلیری سے حملہ کیا کہ بایزید پاشا کو معہ کئی ہزار جوانوں کے قتل کرنے پر شکست دی۔ سلطان کو جب اپنے سپہ سالار کی موت اور اپنی فوج کی شکست کی خبر معلوم ہوئی فوراً خود کثیر التعداد فوج کے ساتھ چڑھائی کی۔ جب سلطانی لشکر گالی پولی کے قریب آیا تو مصطفےٰ کی اکثر فوج سلطان کی فوج سے مل گئی۔ مصطفےٰ یہ حالت دیکھکر گالی پولی سے بدحواس ہوکر بھاگا۔ جسکا راستے ہی میں اسکے نوکروں نے پکڑ کر کام تمام کر دیا مصطفےٰ کو شکست دینے کے بعد سلطان نے وہاں سے اس نیت پر قسطنطنیہ کا رُخ کیا کہ قیصر روم کو جسکی شرارت سے مصطفےٰ اس سے برسر پیکار ہوا تھا۔ سزا دی

ہوئے۔ مجبوراً قیصر کو نہایت عاجزی اور ذلت سے صلح کرنی پڑی۔ اور سلطان کو جزیہ دینا قبول کرلیا۔ سلطان مراد خاں اس کامیابی کے ساتھ وہاں سے واپس آئے اور قیصر مانوئیل اس صدمہ سے ایسا سخت بیمار ہوا کہ جانبر نہ ہو سکا۔ اسکے بعد سلطان کو پھر جہاد کا شوق ہوا۔ اور بہت سے شہروں پر جو بحیرہ اسود کے کنارے پر واقع تھے قبضہ کرلیا۔ مگر بلغاریوں سے نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں جن میں دو دفعہ سلطان کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن سلطان بڑا مستقل مزاج تھا۔ باوجود دو دفعہ شکست پانے کے تیسری دفعہ چالیس ہزار فوج کے ساتھ بلغاریہ پر چڑھائی کی۔ نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ سلطان کی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے اور سلطان بھی بھاگنے کو تیار تھا لیکن اخیری حملہ جو کہ سلطان اور اسکی فوج کے دیگر سرداروں نے نہایت بے جگری سے کیا بلغاری اسکی تاب نہ لاکر ایسے بھاگے کہ سلطان کے ایک ہی تیر سے شاہ بلغاریہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اور سلطان فتح و نصرت کی خوشی مناتا ہوا اپنے دارالسلطنت میں واپس آیا۔ یہ سلطان ۸۰۶ھ میں پیدا ہوا اور اکتیس برس سلطنت کرکے ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء میں ۵۱ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اور قلعہ برصہ میں دفن کیا گیا۔

(۷) سلطان محمد خاں ثانی

سلطان محمد خاں ثانی ۱۴۲۹ء میں پیدا ہوا اور اپنے باپ سلطان مراد خاں ثانی کی وفات کے بعد ۸۵۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ قسطنطنیہ کی فتح کا ہے جس کی فتح کا حال مفصل لکھا جاتا

قسطنطنیہ پر سلطان محمد خان ثانی کا قبضہ

سلطان مراد خاں ثانی کا لڑکا اور سلطان محمد خاں ثانی کا برادر خورد اورخاں نہ معلوم کس وجہ سے قیصر روم کے پاس نظر بند تھا جس کے لئے مقررہ ماہوار سلطان قیصر کو بھیج دیا کرتا تھا جب سلطان محمد خان ثانی تخت نشین ہوا تو قیصر نے مقررہ ماہانہ کو فوراً ادا کرنے کو لکھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اگر ماہانہ فوراً روانہ کیا گیا تو اورخاں کو رہا کر دیا جائیگا۔ سلطان اس خط کو پڑھکر نہایت طیش میں آیا۔ اور اسی وقت قسطنطنیہ پر فوجکشی کرنے کیلئے حکم دیا۔ چند دنوں میں ڈھائی لاکھ فوج جمع ہو گئی ادہر قیصر روم کو بھی سلطان محمد خاں کی تیاری کی خبر پہنچ چکی تھی۔ اسنے بھی اپنی فوج کو تیاری و آراستگی کا حکم دیا۔ اور تمام سلاطین یورپ و پاپائے روم سے امداد طلب کی جس میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق قیصر کو امداد دی ۱۴۵۳ء میں سلطان قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ پچاس رات دن لڑائی بڑے زور شور سے ہوتی رہی۔ قیصر کے قلعہ کے چار برج ٹوٹ گئے اور جابجا شہر کی اور قلعے کی دیواروں میں سوراخ ہو گئے۔ ۲۰ جمادی الاول ۸۵۷ھ کو سلطان نے ایک زبردست حملہ کیا۔ اور ٹوٹی ہوئی دیواروں کی طرف سے قلعہ میں فوج گھس گئی۔ گو قیصر کی جانثار بہادر فوج نہایت استقلال اور جوانمردی سے لڑی۔ لیکن سلطان کی فوج نے انکے چھکے چھڑا دیئے۔ اور قیصر روم خود بھی سپاہ ینگ جری کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شہر کے فتح ہونے اور تین دن تک لوٹ ہونے کے بعد چوتھے دن حکم امان جاری ہوا۔ اکثر گرجاؤں کی مسجدیں بنائی گئیں۔ اور فتح و خوشی کے پیغام شاہان مصر و مکہ شریف و شاہ ایران کو بھیجے گئے ❁

تاریخی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] قسطنطنیہ

... اس دفعہ تک ۹ مرتبہ محصور اور سات مرتبہ فتح ہوا - قیصران
کا مذہب پہلے ستارہ پرستی تھا - بعد ظہور حضرت عیسٰے علیہ السلام کے مذہب عیسائی اختیار کیا تھا - اور شاہ قسطنطینہ تمام یورپ میں شہنشاہ مانا جاتا تھا ‌‌‌*

جس وقت سلطان نے قسطنطینہ پر اپنا پورا پورا تسلط جما لیا تو ایک جامع مسجد جو بنام مسجد ایوب رضؓ آجتک موجود ہے تعمیر کی اور جمعہ کے دن سلطان نے اس میں خود نماز پڑھائی - اور شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین نے سلطان کی کمر میں تلوار آبدار باندھی - جب سے اجتک یہ رسم سلاطین عثمانیہ میں تخت نشینی کے وقت کی جاتی ہے *

قسطنطینہ کے فتح کرنے کے بعد سلطان پھر اپنی سلطنت کو اور ترقی دینے اور اسلام کو پھیلانے کیلئے تین سو توپوں اور ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ نکلا - چنانچہ قلعہ بلغراد اور ملک یونان کے چند شہر و ملک سرویہ و طرابزون اور ولایت سینوب اور جزیرہ نسبوسہ وغیرہ کو فتح کیا *

۸۸۵ھ میں سلطان نے ملیش طیش کی سپہ سالاری میں جو کہ سلطان کے عزیزوں میں سے تھا ۲ لاکھ آدمی جزیرہ روڈس کی فتح کو روانہ کئے اور تین مہینے تک جزیرے کا محاصرہ کئے رکھا - لیکن جزیرہ فتح نہ ہوا اور فوج ناکام واپس آئی سلطان کو فوج کے ناکام واپس آنے پر نہایت رنج ہوا اور اسنے دو جرار لشکروں کو جزیرہ قبرس اور ایران کی فتح کے لئے حکم دیا - لیکن یہ دونو لشکر ابھی تیار نہیں ہوئے تھے - کہ سلطان نے جمادی الاول ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء میں انتقال کیا - اور بلدہ ازن مکید میں مدفون ہوا * اس سلطان کی عمر باون برس اور مدت سلطنت اکتیس برس تھی - اسنے بارہ سلاطین کے ملکوں کو فتح کیا تھا - اور دو سو سے زیادہ قلعوں
قبضہ کیا - یہ سلطان صاحب علم اور عالموں اور بزرگوں کی دل سے قدر کرنے والا

[illegible] اسلام کا پایۂ تخت قرار [illegible] اسکے بیٹے بایزید اور جمشید تھے۔

(۸) سلطان بایزید ثانی

سلطان محمد خان ثانی کی وفات کے بعد بایزید اور جمشید دونو تخت کے خواہاں ہوئے ارا کین سلطنت اور خصوصاً وزیر اعظم کی یہ دلی خواہش تھی کہ جمشید کو تخت نشین کیا جائے۔ لیکن فوج ینگ چری نے وزیر کو قتل کر کے اسکی جگہ اسحٰق پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور سلطان بایزید ثانی کو تخت نشین کیا۔ جمشید نے جس کو تخت سے محروم رہنے کا نہایت رنج تھا۔ برصہ میں بغاوت شروع کی اور بایزید کی مخالفت میں بڑی تیاری کی۔ سلطان بایزید کو بھی مجبوراً لشکر بھیجنا پڑا۔ لیکن جمشید نے سلطانی لشکر کو شکست فاش دی۔ سلطان کو جس وقت شکست کا حال معلوم ہوا۔ تو اسنے بذات خود چڑھائی کی۔ اور جمشید کو ایسی شکست دی کہ وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ جسے راستے میں قوم ترکمان کے چند آدمیوں نے گرفتار کر کے اسکے ہتھیار اور کپڑے چھین لئے اور اسے چھوڑ دیا۔ جمشید وہاں کپڑے اور ہتھیار دیکر تن تنہا مصر کو چلا گیا۔ جہاں قایدبیگ نے جو کہ چرکسی کا سردار تھا۔ جمشید کی نہایت تعظیم کی اور اسے اپنے پاس رکھا۔

جمشید کے ترکمان ہمراہیوں نے جنہوں نے اس کا لباس اور ہتھیار چھین لئے تھے۔ بغرض انعام و خوشنودی مزاج سلطان کے پاس لائے۔ لیکن سلطان بایزید ثانی نہایت دور اندیش اور عقل مند تھا۔ اسنے خیال کیا کہ جن شخصوں نے اپنے آقا سے مصیبت کے وقت پر دغا کیا ہے۔ اور اسکے ہتھیار چھین کر میرے پیش کرتے ہیں یہ میرے ساتھ کب وفاداری کرینگے۔ چنانچہ سلطان نے اُن تمام اشخاص کو پھانسی دیدی۔ اور اعلان کیا کہ جو شخص اپنے آقا سے ایسی بیوفائی و نمک حرامی کریں اُنکی یہی سزا ہے۔

جمشید کی دوبارہ بغاوت اور شکست

جس وقت جمشید سلطان سے شکست کھاکر ور اپنے ہتھیار و لباس ترکمانوں
کو دیکر قائد بیگ سردار مصر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ تو وہ ہر وقت پیچ و تاب کھایا کرتا
اور ہر وقت بغاوت اور سلطان کے ساتھ لڑائی کی تدبیریں سوچا کرتا تھا آخر کچھ
عرصہ مصر میں آرام لیکر مکہ معظمہ کو چلا گیا۔ اور حج سے فارغ ہوکر پھر لڑائی کا سامان
کرنا شروع کیا۔ سلطان کو جب اسکی تیاری کا حال معلوم ہوا تو اسنے ازراہ محبت و
اخوت جمشید کو یہ برادرانہ نصیحت لکھکر ارسال کی کہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے یہ ملک میرے
حصے میں تھا۔ اب تم کو بھی اس حکم الحاکمین کی مرضی و تقدیر پر راضی ہونا چاہیئے
اور بغاوت اور لڑائی فساد سے احتراز کرنا چاہیئے۔ لیکن جمشید جسکے سر پر سر برآرائی
کے شوق کا بھوت سوار تھا۔ اس برادرانہ نصیحت کو کیوں مانتا۔ اسنے سلطان
کو صاف جواب دیا کہ جب تک میرے قوت بازو میں طاقت ہے اور جب تک میرے دم میں
دم ہے میں تخت کے حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کرونگا۔ اور اگر خدا کا فضل شامل
حال ہوا تو عنقریب میں اپنے باپ کے تخت پر جلوہ افروز ہونگا۔ چنانچہ اسنے
ایک جرار فوج جمع کرکے سلطان پر چڑھائی کی۔ لیکن سلطانی لشکر نے اسے پھر شکست
دی اس شکست سے جمشید کا دل ٹوٹ گیا اور اسکی ہمت پست ہوگئی۔ اور وہ بھاگ
کر طاس ایلی کی طرف چلا گیا۔ اور حاکم روڈس نے اسے اپنے پاس پناہ دی لیکن
سلطان نے حاکم روڈس کو لکھا کہ اگر تم نے جمشید کو اپنے پاس پناہ دی تو تمہاری خیر نہیں۔ اگر بھلا
اور سلامتی چاہتے ہو تو جمشید کو فوراً اپنی قلمرو سے باہر نکالدو۔ چنانچہ حاکم روڈس نے اسی وقت جمشید
کو شہر نیلیس ملک اٹلی میں بھیجدیا جو وہاں سے شہر وسیوں علاقہ فرانس اور دیگر شہروں میں
سات برس تک خاک چھانتا پھرا جمشید کو اسطرح ادہر ادہر پھرتے دیکھکر شاہ فرانس

نے اسکو گرفتار کر لیا۔ لیکن بایزید ثانی کے مرنے پر جمشید قید سے بھاگ کر
پوپ اسینوسن کے پاس گیا اور اسے اپنے حال سے آگاہ کیا۔ پوپ نے اس کا تمام حال سنکر اسکی بڑی عزت کی اور اسکو نہایت عزت اور احترام سے اپنے پاس رکھا۔ اور اسے اپنی زندگی تک دنیا کے رنج و غم سے آزاد کر دیا۔ لیکن کچھ زیادہ عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ پوپ مرگیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا اسکندر ششم جانشین ہوا۔ جسے سلطان نے جمشید کے شر کو دفع کرنے کی ترغیب دی۔ اور روپیہ کا لالچ بھی دیا۔ پوپ نے روپیہ کی طمع میں آکر جمشید کو زہر دیدیا۔ سلطان بایزید ثانی اپنے عہد میں بہت سی لڑائیاں لڑا اور بہت سے ملک فتح کئے۔

ایک دفعہ سلطان ملک ارنبوط کے فتح کیلئے جا رہا تھا۔ کہ اثنائے راہ میں ایک فقیر سلطان کے پاس آیا۔ اور چاہتا تھا کہ سلطان کو ہلاک کرے۔ لیکن محافظین نے اسی وقت اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سلطان بال بال بچ گیا۔ اس روز سے یہ دستور ہو گیا کہ کوئی شخص ہتھیار لگا کر سلطان کے پاس نہیں جا سکتا سنہ ۹۰۳ھ میں سلطان نے بلاد پولونا پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائیوں کو قید کیا۔ اور شہر کو خوب لوٹا۔

قسطنطنیہ میں زلزلہ

سنہ ۱۵۰۹ء میں قسطنطنیہ میں ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکان اور ایک سو نو مسجدیں اور ایک ٹکڑا شاہی محل کا گر پڑا۔ متواتر بیالیس روز تک زلزلہ آتا رہا۔ سلطان نے پندرہ ہزار معمار اور مزدور اُن تمام گری ہوئی عمارتوں کی درستی کے لئے مامور کئے اور سب کو درست کرایا۔

سنہ ۹۱۸ھ میں سلطان بایزید بعارضہ نقرس ... بعمر ... سال ...

اور عابد و پرہیز گار تھا۔ تیر اندازی اور شعر گوئی میں بھی پورا پورا مذاق رکھتا تھا۔ ہر سال کثیر التعداد مال مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا۔ اسکے بیٹے سلطان جہاندار شاہ سلطان احمد، سلطان محمود، سلطان عبداللہ و سلطان علم شاہ و سلطان سلیم خاں جا بجا بادشاہ ہوئے۔ لیکن ان سب میں سلیم خاں نہایت ہوشیار اور عقلمند تھا

(۹) سلطان سلیم خاں

سلطان بایزید کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا سلطان سلیم خاں تخت نشین ہوا۔ اسکے تخت نشین ہوتے ہی احمد نے شہر اماسیہ میں اور اس کے بیٹے علاؤالدین نے شہر برصہ میں بغاوت کی۔ اور فساد کرنا شروع کیا۔ سلطان انکے شر کو مٹانے کیلئے خود ستر ہزار فوج لیکر براہ خشکی مقابلے کو روانہ ہوا۔ اور ایک سو چھبیس جنگی جہاز سمندر کی راہ سے روانہ کئے۔ اور احمد و علاؤالدین اور مصطفیٰ کو جو کہ بعد میں شریک ہو گیا تھا۔ ان سب کو شکست فاش دی۔ اور انہیں سے مصطفیٰ اور بہت سے امرا اور وزرا کو یکدم قتل کر دیا۔ گو سلطان نے اپنے بعض عزیزوں اور بھتیجوں کو بھی قتل کیا لیکن اکثر عزیزوں کو اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر بھی ممتاز کیا۔ اس واقع کے بعد سلطان کو فوراً بعض وجوہات کے باعث شاہ اسمٰعیل والی ایران پر فوجکشی کرنی پڑی۔ چنانچہ رجب سنہ ۹۲۰ھ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اور خوب معرکے کی لڑائی ہوگی۔ عین میدان کارزار میں شاہ اسمٰعیل زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ سلطانی سوار چاہتے تھے کہ شاہ کو گرفتار کر لیں۔ لیکن ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کر شاہ کو فوراً اٹھا کر تبریز کی طرف لے بھاگا۔ سلطان بھی اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ اور تبریز میں آکر شہر کو خوب لوٹا۔ آخر تنگ آکر شاہ نے صلح کر لی

... بغاوت کی
جسے سینا پاشا سپہ سالار نے قتل کر کے اس کے سر کو سلطان کے پاس بھیج دیا
اسی سال قسطنطنیہ میں سپاہ ینگ چری نے بغاوت کی اور صدر اعظم کا گھر لوٹ
لیا۔ سلطان کو جس وقت خبر ہوئی فوراً دارالسلطنت کی طرف واپس گیا۔ اور
مجرموں کو سخت سزائیں دیکر فساد کو بالکل رفع کر دیا۔

۹۲۲ھ میں والی مصر سے سلطان کی کسی بات پر شکر رنجی ہوگئی اور سلطان
نے اسے تنبیہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ مصر کا سفیر مغل بیگ جو کہ قسطنطنیہ میں مقیم
تھا۔ سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا۔ لیکن یونس پاشا کے کہنے سے قتل نہ کیا گیا
بلکہ داڑھی منڈوا کر گدھے پر سوار کئے ہوئے تمام شہر میں تشہیر کر کے نکال دیا
گیا۔ عزیز مصر کو اپنے سفیر کی اسقدر بے عزتی سنکر نہایت جوش آیا۔ اور مقابلے
کے لئے نکلا۔ لیکن بوجہ معمر اور ضعیف ہونے کے عین میدان کارزار میں گھوڑے
سے گر پڑا اور مارا گیا۔ سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے حلب و حمص و دمشق
و شام وغیرہ کو فتح کیا۔ اور چار ماہ تک وہاں رہا۔ امرائے عرب و شام سے
ملاقاتیں کیں۔ اور کوہستان کے متبرک مقامات کی زیارتوں کا شرف حاصل
کیا۔ دمشق کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ اور خطیب کو پچاس ہزار قرش
انعام عطا کیا۔

سلطان نے دمشق اور حلب وغیرہ کی فتوحات سے فارغ ہو کر طومان
والی مصر کو اطاعت کے لئے لکھا۔ لیکن طومان نے سلطان کے سفیر کو مروا ڈالا
اور مقابلے کی تیاری کی۔ چنانچہ ۲۹ ذالحجہ ۹۲۲ھ میں طومان اور سلطان کے
کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ اور پہلے ہی حملے میں سینا پاشا سپہ سالار
افواج سلطانی مارا گیا۔ مگر باہمت اور مستقل مزاج سلطان ہرگز نہ گھبرایا بلکہ

... جاری رہا۔ آخر خدا کے فضل اور سلطان کی مردانہ ہمت سے مصر فتح ہوا۔ اور طومان کو نہایت ذلت سے قتل کیا گیا ۹۲۳ھ میں حرمین الشریفین یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سلطان کے قبضے میں آئے۔ اس واقعہ کے بعد سلطان ۹۲۵ھ میں واپس قسطنطنیہ کو گیا اور ساٹھ ہزار نئی فوج اور ڈیڑھ سو جنگی جہاز کا بیڑا تیار کیا۔

یہ سلطان ۸۷۲ھ مطابق ۱۴۶۷ء میں پیدا ہوا۔ اور ۹۱۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور صرف ۹ برس سلطنت کرنے کے بعد چون سال کی عمر میں ۸ شوال ۹۲۶ھ میں فوت ہوا۔ یہ طویل القامت جسیم۔ سرخ رنگ غصہ ور اور بے رحم تھا۔ داڑھی منڈوایا کرتا اور شکار کا نہایت شوقین اور شاعری کا بھی ذوق رکھتا تھا۔ اسکے اشعار عربی و فارسی میں بہت مشہور ہیں۔

(۱۰) سلطان سلیمان خاں اوّل

سلطان سلیم خاں کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا سلطان سلیمان خان اول ۹۲۶ھ میں تخت پر بیٹھا۔ سلاطین سلطنت عثمانیہ میں یہی ایک نامور سلطان گذر چکا ہے کہ جسکے زمانے میں سلطنت نہایت حشمت و شوکت اور ترقی پر تھی۔ قریباً تیرہ ایسی لڑائیاں ہوئیں جن میں سلطان بذات خود شامل تھا۔ فتوحات کا سلسلہ نہایت وسیع ہو گیا۔ اسنے اپنے عہد میں بڑے بڑے اہم کام سرانجام دیئے پہلے بلغراد کو بذات خود فتح کیا۔ بعد ازاں فرانس اور دیگر قوموں سے بارہا لڑا جس میں فتحیاب ہوتا رہا۔ اور ابراہیم پاشا (جو کہ سلطان کا بہنوئی تھا) کو عیسائیوں کی لڑائی پر مامور کیا۔ جسنے دو لاکھ عیسائیوں کو قتل اور ایک لاکھ کو زندہ گرفتار کر کے بے شمار سیم و زر کے ساتھ سلطان کے پاس بھیج دیئے۔

ماہ شعبان [illegible]ھ میں حلب کی جامع مسجد کے امام کو شہر کے لوگوں نے قتل کر دیا۔ اور بغاوت شروع کی سلطان جونہی خبر ہوئی فوراً حلب میں پونچا۔ اور شریروں اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں۔ اس سال شاہ اسٹریہ نے سلطان کو اپنے سفیر کے ہاتھ ایک رقعہ ارسال کیا۔ چونکہ رقعہ میں مضمون خلاف طبع تھا سلطان نے نو مہینے تک سفیر کو قید رکھکر رہا کیا اور اسے کہا کہ میں اسکے خط کا جواب خود آکر دونگا۔ چنانچہ ۹۲۹ھ میں ایک لاکھ پچیس ہزار فوج معہ تین سو توپوں کے لیکر آسٹریہ پر چڑھائی کی۔ اور دار السلطنت وائنہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن شاہ اسٹریہ نے خوف کے مارے صلح کر لی۔ اور سلطان اِدھر اُدھر فتح کرتا ہوا واپس اسلامبول (قسطنطنیہ) ہوا۔

بیت المقدس کی واپسی کیلئے شاہ فرانس کی درخواست

محرم ۹۳۵ھ میں شاہ فرانس نے سلطان سے درخواست کی کہ کنیسۂ عیسائیاں جو بیت المقدس میں ہے عیسائیوں کو واپس دیدیا جائے۔ لیکن سلطان نے جواب دیا کہ کنیسۂ مدت سے اہل اسلام کی مسجد ہو چکا ہے۔ لہذا اب خلاف عملدرامد قدیم اس کا قبضہ نہیں اُٹھ سکتا۔ چونکہ یہ امر ایک مذہبی ہے۔ لہذا میں اس درخواست کو نہایت افسوس کے ساتھ نامنظور کرتا ہوں۔ ہاں اگر آپ کو جاگیر یا مال متاع کی ضرورت ہو۔ تو اس میں دریغ نہیں کیا جائیگا۔ شاہ فرانس سلطان کا یہ جواب پاکر خاموش ہو رہا۔ اور دوبارہ اُسے درخواست کی جرات نہ ہوئی۔

اس سال ماہ رمضان میں سلطان نے دو لاکھ فوج کے ساتھ سرویہ پر چڑھائی کی۔ اور ۱۴۰ قلعے فتح کئے۔ اور شہر بلغراد میں نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا۔ اور فوج کو انعام و اکرام تقسیم کئے۔

[illegible]ھ میں سلطان کی توجہ عجم کی طرف ہوئی۔ اور بغداد کو فتح کیا جہاں حضرت امام الائمہ سراج الملۃ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے روضہ مقدس کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اور براہ تبریز واپس قسطنطنیہ چلا آیا۔

۹۴۱ھ ۱۵۳۵ء میں شہر ٹونس پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا۔ لیکن شاہ ٹونس نے اسپین کی مدد سے پھر ملک واپس لے لیا۔ ۹۴۵ھ ۱۵۳۸ء میں سلطان کو پھر کشور کشائی کا شوق ہوا۔ اور خیرالدین پاشا کو علیحدہ فتح و تسخیر کیلئے مامور کیا اور آپ علیحدہ فتح کرتا رہا۔ سلطان اور وزیر دونوں نے بہت سے ملک اور قلعے فتح کئے۔ اور اسی سال ایرانیوں سے ضابطہ اتحاد و صلح قائم ہوا۔ ۹۴۷ھ میں سلطان نے افریقہ میں سے بعض ملکوں کو فتح کیا۔ اور شاہ اسپین کی شرارتوں سے تنگ آکر مصطفےٰ پاشا کی سپہ سالاری میں ۷۰ جہازوں کا بیڑا تیار کر کے اسکے مقابلہ کو روانہ کیا۔ مصطفےٰ نے اس لڑائی میں نہایت جوانمردی سے نمایاں فتح حاصل کی اور کئی ہزار قیدی اسپین کے گرفتار کر لئے۔ اسکے بعد سلطان نے بہ نفس نفیس جہاد کا اعلان کیا اور بلغراد میں آکر ایک جرار فوج کیساتھ عیسائیوں کے اکثر ملک فتح کئے۔ اور ۹۷۴ھ میں جبکہ سلطان نے ہنگری پر حملہ کر کے قلعہ زیگات کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ وجع مفاصل کے عارضہ سے انتقال کیا۔ محمد صوقلی سپہ سالار فوج نے سلطان کی اس ناگہانی موت کو پوشیدہ رکھا۔ اور محاصرے اور لڑائی میں کچھ فرق نہ آنے دیا۔ یہانتک کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ اس وقت فوج کو سلطان کی وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ سلطان سرخ رنگ بلند پیشانی اور عالی ہمت اور کریم النفس تھا۔ اسکی سلطنت کا زمانہ ۴۶ سال شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ ۴۸ سال وہ تھے کہ جو سلطنت عثمانیہ کے نہایت عروج کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت تمام یورپ اس سلطنت سے خائف رہتا تھا۔

(۱۱) سلطان سلیم خان ثانی

یہ سلطان ۹۲۹ھ مطابق ۱۵۲۴ء میں پیدا ہوا۔ اور ۹۷۴ھ مطابق ۱۵۶۶ء میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اسکے ابتدائے عہد میں فوج ینگ چری نے غدر کیا۔ جسکو اسنے نہایت نرمی اور انعام و اکرام سے فرو کیا۔ انہیں دنو سلطان نے امام و والی صنعائے یمن سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی ۰

اس کے عہد میں ایک یہودی نے (جس کا نام زوستناوسی تھا۔ اور جو سلطان کا عہد شہزادگی سے نہایت عزیز تھا) بہت عروج پایا۔ سلطان اسکے کہنے کو ہمیشہ مان لیا کرتا تھا۔ چنانچہ اسی کی تحریک سے جزیرہ قبرس پر چڑھائی کی۔ اور تین سو ساٹھ جنگی جہاز مصطفےٰ پاشا کی سپہ سالاری میں روانہ کئے جنہی نہایت پامردی سے قلعہ کو فتح کیا۔ اور بہت سا نقد و جنس اور دو ہزار لونڈی غلام سلطان کی خدمت میں پیش کئے۔ اس لڑائی میں پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی۔ اسکے بعد شاہ اسپین اور پوپ روم دونوں نے ملکر سلطان سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر فریقین میں صلح ہوگئی۔ ۲ر شعبان ۹۲۶ھ مطابق ۱۵۷۴ء میں سلطان ۸ برس حکومت کرنے کے بعد ۵۰ سال کی عمر میں بعارضہ بخار فوت ہوا۔ یہ سلطان اکثر شراب پیا کرتا اور عیش و عشرت اور راگ و ناچ کا نہایت شوقین تھا۔ اور اکثر اوقات انہی باتوں میں مشغول رہتا۔ لیکن محمد صقلی وزیراعظم کے حسن انتظام سے سلطنت میں کسی قسم کا فتور نہ ہوا ۰

(۱۲) سلطان مراد خان ثالث

[illegible] سلطان مراد خان ثالث ۹۸۲ھ [illegible]

کو قتل کیا۔ اور مسجد ایا صوفیہ میں باپ کے برابر انکو مدفون کیا۔ چار سو عیسائیوں کو جو قید تھے رہا کر دیا۔ اکثر امرا اور عمائد کو عہدہ ہائے جلیلہ سے برطرف کر دیا۔ سنہ ۱۵۷۶ء میں طفلس پر فوج کشی کی اور گرجستان کو فتح کیا۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی جگہ لڑائیاں ہوئیں جن میں سلطان کو فتح حاصل ہوتی رہی۔ ۲۱ برس سلطنت کرنے کے بعد سنہ ۱۰۰۳ھ میں انتقال کیا۔ یہ سلطان متوسط القامت زرد رنگ چھوٹی ڈاڑھی اور چھوٹی آنکھیں رکھتا تھا۔ اور نہایت عیش پرست تھا۔ چنانچہ اسکے محل میں پانسو لونڈیاں اور حرم تھیں۔

(۱۳) سلطان محمد خان ثالث

جب سلطان مراد خاں ثالث فوت ہوا۔ اس وقت سلطان محمد خاں ثالث مانیزمیں تھا۔ صفیہ سلطانہ نے جو کہ سلطان محمد خاں کی حقیقی والدہ تھی۔ پوشیدہ طور پر اسکو باپ کے مرنے کی خبر دی۔ اور سلطان کے مرنے کو بالکل پوشیدہ رکھا۔ سلطان محمد خاں خبر کے سنتے ہی بارھویں روز دارالسلطنت میں آیا۔ اور تخت نشین ہوا۔ تب بادشاہ کے مرنے کی خبر مشتہر کی گئی۔ اس سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی کل اختیارات سلطنت اپنی ماں کے سپرد کر دیئے۔ اور انیس بھائیوں کو قتل کر کے باپ کے برابر دفن کیا۔ اور باپ کی دیگر ان عورتوں کو جو کہ حاملہ تھیں دریا میں غرق کر دیا۔ اور اس ظلم اور بے رحمی کا ٹیکا اپنے ماتھے پر ہمیشہ کے لئے لگا لیا۔

شوال سنہ ۱۰۰۵ھ میں شاہ اسٹریہ سے سلطان کا مقابلہ ہوا جس میں سلطان نے شہر الو کو سات دن میں مسخر کر لیا۔ اور شاہ اسٹریہ کو بھگا دیا۔ سنہ ۱۶۰۳ء میں

سلطان کا شاہ ایران سے مقابلہ ہوا۔ لیکن فریقین میں صلح ہو گئی۔ سنہ ... ھ میں
سلطان نے ۹ برس حکومت کرنے کے بعد ۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ
سلطان افیون کا عادی اور شراب سے سخت نفرت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے
اکثر شراب خانے موقوف کر دیئے تھے۔

(۱۴) سلطان احمد خاں اوّل

سلطان احمد خاں جب تخت پر بیٹھا تو اسکی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔ جلوس کے بعد اسے معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے سلطانی ملک میں مداخلت کرنی شروع کی ہوئی ہے۔ اور بلدہ اریغان و قلعہ قرص اور دوسرے قلعہ فتح کر لیے ہیں اور سلطانی فوج کو شکست ہو رہی ہے۔ اس لئے سلطان بذات خود مقابلہ کے لئے نکلا اور شاہ ایران کے لشکر کو بھگا دیا۔

سنہ ۱۰۱۴ھ میں شہر برصہ پر سلطان نے حملہ کیا۔ لیکن شاہ اسٹریہ نے صلح کر لی اور خراج دینا منظور کر لیا۔ سنہ ۱۰۲۱ھ میں سلطان نے مراد پاشا کو ایران کی طرف بھیجا جس نے شاہ ایران کو شکست دیکر تبریز کو لے لیا۔ لیکن شاہ نے پھر صلح کر لی۔ اور سلطان سے امان چاہی۔

سنہ ۱۰۲۵ھ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء میں شاہ اسٹریہ کا ایلچی بادن ہرمان قسطنطنیہ میں آیا۔ اس وقت سلطان کو معلوم ہوا کہ عیسائیاں اسلامبول نے شرارت اور بغاوت و فساد برپا کرنے کیلئے اپنے اپنے گھروں میں ہتھیار چھپا رکھے ہیں۔ لہذا انکی خانہ تلاشی کیگئی اور چار عیسائی سرداروں کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابھی سلطان ایران پر دوبارہ فوج کشی کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ موت سر پر آدھمکی اور ستائیس سال کی عمر میں ۱۴ سال حکومت کرنے کے

میں تمباکو پینے کا رواج ہوا جبکو ہالینڈ کے سوداگر ۱۶۰۵ء میں لائے تھے۔
استنبول میں مسجد جامع احمدی اور حوض و توپ خانہ اسی کا بنایا ہوا ہے۔
حرمین الشریفین میں بھی اسکی یادگاریں اور نشانات ابھی تک بہت سے باقی
ہیں۔ چنانچہ کوکب دری روضہ مبارک پر اسی نے چڑھایا ہوا ہے +

سلطان مصطفےٰ ابن سلطان محمد ثالث

سلطان احمد خاں اول نے مرتے وقت اپنے ارکان دولت کو یہ وصیت کی تھی کہ میرے بعد مصطفےٰ کو (جو کہ سلطان کا حقیقی بھائی تھا) تخت نشین کیا جائے چونکہ سلطان احمد خاں کا بیٹا عثمان خاں کم عمر تھا لہذا ارکان دولت نے اسکی وصیت کی تعمیل تو کر دی۔ لیکن چونکہ سلطان مصطفےٰ چودہ برس تک عورتوں میں قید رہا تھا۔ اور اس میں سلطنت کرنے کی عقل اور دانائی مفقود تھی لہذا ارکان دولت نے بالاتفاق اسکو قید کر لیا۔ اور سلطان عثمان خان کو تخت پر بٹھایا +

(۱۶) سلطان عثمان خان ثانی

سلطان عثمان خاں ثانی ۱۰۲۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے تخت نشین ہونے کے بعد والی پولونا سے لڑائی ہوئی جس میں سلطان نے چلپی پاشا کو سپہ سالار مقرر فرما کر ایک جرار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجا۔ چلپی پاشا نے نہایت جوانمردی سے میدان کارزار میں ثابت قدمی دکھائی۔

والی پولونیا کو پوری پوری مدد دی۔ مگر سلطان کا لشکر پھر بھی مظفر و منصور رہا اور عیسائیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ یہ سلطان نہایت رنگیلا اور عیش پرست تھا۔ اور اُسکا خیال و توجہ خوبصورت و پری جمال عورتوں کی طرف رہا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مفتی شہر کی ایک حسین اور جمیل لڑکی کو دیکھکر فدا ہوگیا اور اس سے نکاح کرلیا۔ سلطان کی اس حرکت سے ارکان دولت نہایت ناخوش ہوئے۔ اور سلطان کے برخلاف اکثر لوگوں کے دلوں میں کینہ اور دشمنی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سنہ ۱۰۳۱ء میں جب سلطان نے حج کے ارادے سے شہر کے باہر خیمہ ڈالا تمام سپاہ نے بلوہ کردیا۔ اور سلطان کو نہایت ذلت سے قتل کردیا۔ سلطان عثمان خاں ثانی کے قتل کے بعد ارکان دولت نے مصطفیٰ خان کو دوبارہ تخت نشین کیا۔ لیکن بباعث اسکی ناقابلیت کے سنہ ۱۰۳۲ھ میں پھر اسے معزول کرکے قید کرلیا گیا۔ اور مراد خاں چہارم کو تخت نشین کیا گیا۔

(۱۷) سلطان مراد خاں رابع

سلطان مصطفیٰ خان کے دوبارہ معزول ہونے پر سلطان احمدؒ کے دوسرے بیٹے سلطان مراد خاں چہارم کو جسکی عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی سنہ ۱۰۳۲ھ میں تخت نشین کیا گیا۔ اور جلوس کے دوسرے دن جامع مسجد میں سلاطین عثمانیہ کی رسم کے موافق تلوار کمر میں باندھی گئی۔ اس کے عہد میں شاہ ایران سے خون ریز لڑائیاں ہوتی رہیں۔ چنانچہ شاہ ایران نے تین دفعہ سلطانی فوج کو شکست دیکر بغداد اور موصل پر قبضہ کرلیا۔ اور سلطانی فوج کے اکثر لوگوں

کو نہایت بے رحمی سے ہلاک کیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد جب یہ اصفہان کو واپس چلا گیا تھا تو وہاں اسے نہایت بری طرح سے موت آئی۔ اور بے رحمی اور ظالمانہ کارروائیوں کا دھبہ اپنے ماتھے پر لئے ہوئے مر گیا۔ جب شاہ ایران کے مرنے کی خبر سلطان کو ملی فوراً خسرو پاشا کی زیرکمان قریباً ڈیڑھ لاکھ لشکر ایران پر بھیج دیا۔ اور ایرانیوں پر ایسا حملہ کیا کہ انکے چھکے چھوٹ گئے اور بھاگ گئے۔ اسکے بعد روم کے سرداروں اور امیروں میں نہایت مخالفت پھیل گئی اور وہ ہر وقت ایکدوسرے کو بے عزت کرنے کے خیال میں لگے رہتے تھے۔ اس باہمی مخالفت کی وجہ سے قسطنطنیہ میں ہزاروں گھر برباد ہو گئے۔ لیکن سلطان کی حکمت عملی نے اس فساد کو روک لیا۔ اور پھر آرام ہو گیا۔

سنہ ۱۶۳۸ء میں ایرانیوں نے جو کہ شکست کھا کر نہایت پیچ و تاب میں تھے پھر فساد شروع کیا۔ اور بعض مقبوضات سلطانی پر قبضہ کر لیا۔ سلطان کو سنکر نہایت رنج ہوا اور غضبناک ہو کر خود ایک لاکھ فوج کے ساتھ بغداد پر چڑھ آیا۔ نہایت خونریز لڑائی ہوئی جسمیں پچاس ہزار ایرانی مارے گئے اور ایک ہزار زندہ گرفتار ہوئے۔ جنکو سلطان کے روبرو قتل کر دیا گیا۔ سلطان اس کامیاب فتح کے بعد بغداد پر قبضہ کر کے واپس اسلامبول کو چلا گیا۔ جہاں وہ جاتے ہی بخار سے بیمار ہوا۔ بیماری کی حالت میں اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن بعض عقلمندوں اور خیر خواہوں کی بدولت ابراہیم کی جان بچ گئی۔ اور ۱۶ شوال سنہ ۱۰۴۹ھ میں سلطان نے ۱۷ برس سلطنت کرنے کے بعد تیئیس [۳۲] برس کی عمر میں انتقال کیا

اس سلطان کو سواری کا نہایت شوق تھا۔ چنانچہ آٹھ سو گھوڑے اعلیٰ قسم

کے ہمیشہ اسکے آستقبل میں رہا کرتے تھے

(۱۸) سلطان ابراہیم خاں

سلطان مراد خاں کے فوت ہوتے ہی ارکان دولت ابراہیم کے پاس گئے جو کہ اس وقت حرم میں قید تھے۔ اور سب نے عرض کی کہ جناب کے برادر نے انتقال فرمایا ہے۔ لہذا آپ تشریف لے چلیں اور تخت سلطنت پر جلوہ فرمایئے ارکان دولت کی یہ بات سنکر اس خیال سے کہ بھائی نے امتحاناً میری دلی ارادہ ظاہر کرنے کے لیئے مجھے یہ پیغام بھجوایا ہے۔ ابراہیم کانپ اُٹھا۔ اور کہا کہ میں نے دنیا چھوڑ دی ہے۔ مجھے بادشاہت کی آرزو نہیں۔ لیکن اراکین سلطنت نے یقین اور اطمینان دلایا۔ اور سلطان کی لاش لاکر دکھائی۔ اس وقت ابراہیم کو اطمینان ہوا۔ اور لاش کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ جسکو نہایت تزک و احتشام سے دفن کیا گیا۔ اور بعد فراغت سلطان ابراہیم کو تخت نشین کر کے بموجب رسم قدیمی اسکی کمر سے تلوار باندھی گئی اور توپوں کی سلامی اتاری گئی۔

یہ سلطان بباعث مدت تک حرم میں قید رہنے کے عقل سے بالکل خالی اور دانائی سے بالکل بے بہرہ تھا۔ پرلے درجہ کا بزدل اور پست ہمت تھا۔ اسے عورتوں میں بیٹھنے کے سوائے اور کسی امر کا خیال تک نہیں تھا۔ اس نے ساڑھے پانسو حسین لونڈیاں اپنے حرم میں جمع کر رکھی تھیں۔ اور انکی صحبت میں دن رات ایک کیا ہوا تھا۔ سلطنت کا کل کام وزیروں پر چھوڑ کر آپ ہر وقت عیش پرستی میں مشغول رہتا۔ وزیر بھی سلطنت کے خیر خواہ اور جانثار تھے۔ انہوں نے نہایت عقلمندی اور ہوشیاری سے

سلطنت کے استحکام میں کسی قسم کا خلل نہ آنے دیا۔ ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۶۴۵ء میں عیسائیوں نے سلطانی جہازوں سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی۔ اس لئے چارسو جہازوں کا بیڑہ انکی گوشمالی کیلئے قسطنطنیہ سے مالٹا کو بھیجا گیا۔ جو نہایت کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

۱۰۵۸ھ میں جبکہ فوج کے اکثر افسروں کو معلوم ہوا۔ کہ سلطان ہر وقت عیش پرستی میں ڈوبا رہتا ہے۔ تو چاہا کہ سلطان کو قتل کر ڈالیں۔ مگر سلطان نے بہت سا روپیہ دیکر اپنی جان بچائی۔ اور قید میں رہنا پسند کیا۔ لیکن قید ہی میں کسی نے ۲۸ رجب ۱۰۵۸ھ کو قتل کر دیا۔ اس سلطان نے ۹ برس سلطنت کی اور ۲۹ برس زندہ رہا۔ اس سے بہت سی حرکات نازیبا سرزد ہوئیں۔ چنانچہ اس نے شیخ الاسلام کی لڑکی کو جبراً چھین لیا تھا۔ اور یہی باعث سپاہ نے قتل کر دیا

(۱۹) سلطان محمد خان رابع

سلطان ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد خاں چہارم سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سلطنت کا کل کام سلطان کی والدہ کلثوم سلطانیہ کرتی تھیں۔ لیکن ارکان سلطنت نے عورت کی سلطنت کو قبول اور گوارا نہ کیا جس کے باعث نہایت فساد ہوا۔ اور کلثوم سلطانیہ سلیمان خواجہ سرائے کے ہاتھ سے ماری گئیں۔ اور ۱۰۶۴ھ تک برابر خانہ جنگی اور کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ سلطان کے کم عمر ہونے کے باعث کسی پر رعب و ڈر نہیں تھا۔ آخر محمد پاشا وزیر مقرر ہوا جسنے اپنی عقل و تدبیر سے ان سب خانگی لڑائیوں اور فسادوں کو بالکل فرو کیا۔ اور عیسائیوں پر لشکر کشی کی اور اکثر جزیروں اور

۱۶۶۸ء میں سرویہ اور پولینڈ پر فوج کشی کی۔ اور ڈیڑھ لاکھ آدمی کو غنیم کے
لشکر میں قتل کر کے مظفر و منصور دارالسلطنت کی طرف لوٹا۔ اس وزیر باتدبیر کے
حسن انتظام سے سلطنت عثمانیہ کے انتظام اور اصلاح میں نمایاں ترقی ہوئی
لیکن یہ باتدبیر وزیر صرف پانچ برس تین مہینے دس دن وزارت کا کام کر کے
۱۷ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ میں انتقال کر گیا۔ سلطان نے وزیر کی وفات کے بعد
اسکے بیٹے احمد پاشا کو وزارت کا خلعت عطا کیا۔ یہ بھی باپ کی طرح عقل
مند اور ہوشیار تھا۔ ۱۰۷۸ھ میں اسنے اس قلعہ کریٹ پر کہ جس پر سلطان کی
فوج بائیس برس سے حملہ کر رہی تھی۔ لیکن وہ سر نہیں ہوتا تھا چڑھائی کی اور
توپوں سے قلعہ کو پاش پاش کر دیا۔ آخر ۱۶۶۹ء میں محصورین نے تنگ آکر
امان طلب کی اور قلعہ کو خالی کر دیا۔ احمد پاشا نہایت کامیابی اور فتح کے ساتھ
بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خوش ہو کر اسکے اعزاز و مراتب میں
ترقی کی۔ ۱۰۷۸ھ میں سلطنت عثمانیہ میں طرح طرح کی آفتیں آئیں۔ علاوہ
لڑائی اور کشت و خون کے متواتر زلزلوں نے کتنے پہاڑوں کو تباہ کر دیا۔ وبائی
طاعون سے لاکھوں زن و مرد ہلاک ہوئے۔ برف باری اور سردی کی شدت
سے کروڑہا چارپائے اور پرندے مر گئے۔ اور انہی دنوں ایک یہودی نے
بیت المقدس میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے کیا۔ چونکہ یہ شخص نہایت
فصیح اللسان اور لکچرار تھا اور ساتھ شعبدہ باز اور جادوگر بھی تھا۔ لہذا اسکی
حلقہ اثر میں بہت سے عیسائیوں اور یہودیوں کے گروہ کے گروہ شامل ہو گئے
یہ حالت دیکھکر حاکم بیت المقدس نے اسے گرفتار کرنا چاہا۔ مگر وہ اسلامبول
کو بھاگ گیا۔ یہاں آتے ہی صدر اعظم احمد شاہ نے اسے قید کر لیا۔ ہزاروں

تیرا امتحان کرتا ہوں - اگر تو واقعی مسیح ابن مریم ہے - تو ضرور بیشک تو میرے امتحان میں پورا اتریگا - چونکہ مسیح ابن مریم کے جسم پر کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہو سکتا لہذا میں اپنے لشکر کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تجھے میدان میں کھڑا کر کے تجھے تیر ماریں اگر تو سچا ہوا تو تیر تیرے بدن پر کچھ اثر نہیں کریگا - لیکن سلطان کا حکم سنتے ہی کاذب مسیح فوراً اسکے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپ کے امتحان کی طاقت نہیں رکھتا - لہذا میں توبہ کرتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں - چنانچہ اسکے مسلمان ہونے پر بہت سے یہود اور عیسائی بھی مسلمان ہو گئے - اس طرح ایک اور شخص نے مہدی موعود کا دعوے کیا - جسے سلطان نے فوراً قتل کرا دیا -

۹۳ھ مطابق ۱۶۹۱ء میں احمد پاشا صدر اعظم نے اکتالیس سال عمر کی میں انتقال کیا - اور اسکی جگہ مصطفےٰ پاشا صدر اعظم مقرر کیا گیا - جسے سلطان نے ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ وائنا کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - مصطفےٰ پاشا نے وہاں جاکر شہر کو خوب لوٹا اور چالیس ہزار قیدی پکڑ کر سلطان کی خدمت میں روانہ کئے - وائنا کی فتح پر ترکوں سے تمام یورپ ڈرنے لگا - لیکن بعد میں کل عیسائی بادشاہوں نے مل کر سلطان سے مقابلہ کیا جس میں اکثر عیسائی کامیاب رہے - اور اسی وقت سے عیسائیوں کا زور بڑھ گیا -

۱۶۹۸ء میں سلطان نے مصطفےٰ پاشا کو معزول کر کے اس کی جگہ سلیمان پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا - لیکن اسے بھی وزارت کے قابل نہ پا کر سیاوش پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا - یہ سال انہی جھگڑوں میں گذرا - چنانچہ سپاہ ینگ چری سلطان سے بگڑ گئی اور چاہتی تھی کہ سلطان کو تخت سے اتار دے لیکن سلطان نے خود ہی تخت سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے بھائی سلیمان خان

(۲۰) سلطان سلیمان خاں ثانی

یہ سلطان ۱۰۵۲ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۰۹۹ھ میں اپنے بھائی محمد خاں کے کنارہ کش ہونے پر تخت نشین ہوا۔ اسکے تخت نشین ہوتے ہی فوج نے بغاوت کی اور سپاوش پاشا صدر اعظم کو اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ اور تین سو آدمی اور بھی اس فساد میں مارے گئے۔ ارکان سلطنت میں خانہ جنگیوں اور قتل و خون کا بازار گرم ہونے لگا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر عیسائیوں نے ہر طرف سے غلبہ پانا شروع کیا۔ اور جس کو موقع ملا سلطانی ملک پر قبضہ کر بیٹھا۔ کسی کو بیرونی دشمن کی مدافعت کا خیال نہ ہوا۔ کیونکہ انکو گھر کی خانہ جنگیوں سے فرصت نہ تھی۔ آخر بعض اراکین سلطنت کی دوراندیشی سے فساد رفع ہوا اور ۱۰۹۸ء میں سلطان نے شاہ آسٹریہ پر جسنے شہر بلغراد اور بلگریا وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ چڑھائی کی۔ اور نہایت سخت لڑائی کے بعد فتح حاصل کی۔ اور اپنا ملک واپس لیکر قسطنطنیہ آیا۔ اور ۲۶ رمضان المبارک ۱۱۰۲ھ میں تین سال نو مہینے سلطنت کر کے مرض استسقا سے وفات پائی۔ اس سلطان کو مکانوں کی تعمیر اور باغوں کی آراستگی کا بہت شوق تھا۔ دل کا سخی اور رحمدل تھا

(۲۱) سلطان احمد خاں ثانی

سلطان سلیمان خاں کی وفات کے بعد سلطان احمد خاں ثانی تخت نشین ہوا۔ اسنے شاہ آسٹریہ سے پھر مقابلہ کیا۔ لیکن بری فوج نے شکست کھائی اور بحری لڑائی میں سلطان کو فتح ہوئی ۱۱۰۵ھ میں قسطنطنیہ میں سخت آگ لگی

[illegible] برکات [illegible] ہو گیا - آپ نے یہاں تک یہ حکم دیا گیا تھا - کہ کوئی عیسائی رنگین لباس نہ پہنے اور گھوڑے پر سوار نہ ہو بلکہ ہمیشہ کالے کپڑے پہنا کرے - اور گھوڑے کی بجائے گدھے کی سواری کرے - تاکہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں فرق معلوم ہو - لیکن تھوڑے عرصے کے بعد یہ بندش موقوف کر دی گئی - اور سنہ ۱۶۹۱ء مطابق سنہ ۱۱۰۶ھ میں سلطان نے تین برس آٹھ ماہ حکومت کر کے مرض استسقا سے انتقال کیا - یہ سلطان پکا مسلمان اور اسلام کا خیر خواہ اور دور اندیش تھا۔

(۲۲) سلطان مصطفٰی خان ثانی

سلطان مصطفٰی خاں نے سنہ ۱۱۰۶ھ میں جلوس کرتے ہی جہاد کا اعلان کیا اور حسین پاشا کو امیر البحر مقرر فرمایا کر عیسائیوں کے مقابلے کو روانہ کیا - حسین پاشا نے بحیرہ مارمورا میں عیسائیوں کو شکست دی اور ایک جزیرے پر قبضہ کرنے کے علاوہ اُنکی بہت سی توپیں اور بندوقیں اور ہتھیار چھین لیے - اور نہایت کامیابی کے ساتھ واپس قسطنطنیہ آیا - اس کے بعد سلطان کو روس سے محض اس لئے کہ اسنے ایک جزیرہ پر قبضہ کر لیا تھا - مقابلہ کرنا پڑا - اور اسے شکست دیکر بھگا دیا - تیئس ہزار روسی اس لڑائی میں کام آئے - ابھی سلطان اس لڑائی سے فارغ ہوا تھا کہ خبر آئی کہ شاہ جرمن سلطان کے مقابلے کو آ رہا ہے - سلطان نے بھی الماس پاشا کو کثیر التعداد فوج دیکر مقابلے کو روانہ کیا - خفیف سی لڑائی کے بعد برطانیہ اور ہالینڈ نے ملکر فریقین کی صلح کرا دی لیکن ارکین سلطنت سلطان سے اس صلح کرنے پر نہایت ناخوش ہوئے - اور بغاوت برپا کر کے سلطان کو قید کر لیا - چنانچہ قید خانہ ہی میں سلطان نے

چنانچہ جب فوج نے غدر کیا تو لوگوں نے صلاح دی کہ سلطان اپنے بھائی احمد کو کہ جس پر کی شہ پر لوگ بغاوت کر رہے ہیں قتل کر دے۔ مگر نیک دل سلطان نے جواب دیا کہ میں سلطنت سے معزول ہونا بدرجہا بہتر خیال کرتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے حقیقی بھائی کو قتل کر کے نامہ اعمال کو سیاہ دھبہ لگاؤں۔ اس سلطان کی عمر چالیس سال نو مہینے سات دن تھی۔ اسے علوم کی تحصیل اور کتب متفرقہ کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔

(۲۳) سلطان احمد خان ثالث

سلطان مصطفےٰ ثانی کے بعد اس کا بھائی سلطان احمد خاں ثالث پینتالیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا ۱۱۱۵ھ میں عیسائیوں پر عظیم الشان لڑائی کر کے فتح حاصل کی۔ اسکے عہد میں کارلوس شاہ سویڈن نے روس سے شکست کھائی۔ اور کارلوس سلطان کے پاس پناہ گزین ہوا۔ جسے سلطان نے نہائت عزت و احترام سے رکھا۔ جب اسے واپس جانے کی خواہش ہوئی۔ تو بیش بہا تحفے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اور نقد مال بھی مرحمت کیا۔ کارلوس سلطان کا ممنون اور مشکور اپنے گھر پہنچا۔

۱۱۲۷ھ میں سلطانی فوج نے اکثر شہروں پر اپنا قبضہ جمایا۔ اور جرمنی سے مقابلہ ہوا۔ لیکن آخر صلح ہو گئی ۱۱۴۳ھ میں فوج میں بغاوت پھیل گئی اور نہایت فساد ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج نے سلطان احمد خاں کو تخت سے اتار دیا۔ اور اسکی جگہ سلطان محمود کو تخت نشین کیا۔ یہ سلطان ۷۵ سال ۴ ماہ دس دن زندہ رہا اسے ہر قسم کے خطوط لکھنے میں بہت مہارت تھی۔

سلطان محمود اوّل

سلطان احمد خاں ثالث کے معزول ہونے پر سلطان محمود اول تخت نشین ہوا۔ لیکن اس وقت فوج میں نہایت فساد بپا تھا۔ چنانچہ چھ ہزار سپاہی اور کئی پاشا اس فساد میں مارے گئے۔ اور کئی ایک وزیر مقرر اور معزول ہونے کے بعد عثمان پاشا مستقل صدر اعظم مقرر ہوا۔

سنہ ۱۱۴۳ھ میں عثمان پاشا ایران کے مقابلہ کے لئے بغداد کی اطراف میں گیا اور ایرانی لشکر کو شکست دی۔ سنہ ۱۱۴٦ھ میں نادر شاہ جو کہ اسوقت سیستان کا حاکم تھا سے سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ لیکن میدان عثمانیوں کے ہاتھ رہا اور نادر شاہ کو بھاگ جانا پڑا۔ سلطان نے اس فتح کی خوشی سنکر شہر میں روشنی کی۔ نادر شاہ جو کہ شکست کہا کر بھاگ چکا تھا تین ماہ کے بعد پھر فوج جمع کر کے مقابلہ کو آیا۔ اور نہایت دلیری اور بہادری سے بے جگری کے ساتھ حملے کئے۔ دو مرتبہ تو سلطان کی فوج نے نادر شاہی فوج کو شکست دی۔ لیکن تیسری دفعہ سلطانی فوج نادر شاہی حملے کی تاب نہ لاسکی۔ اور نادر شاہ کو فتح ہوئی۔ چنانچہ سلطان کی فوج کا سپہ سالار بھی مارا گیا۔ جس کو سنکر سلطان کو نہایت رنج ہوا۔ لیکن ابھی یہ لڑائی ختم نہیں ہوئی تھی کہ روس سے ۲ر صفر سنہ ۱۱۴۹ھ میں پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اور دونوں طرف لڑائی کرنے کے باعث سلطانی فوج کو اکثر شکستیں اٹھانی پڑیں۔ آخر کار فریقین میں صلح ہو گئی۔ اور عہد نامہ صلح مابین روس و روم مرتب ہوا۔

اس کے بعد جرمنی سے چند مرتبہ لڑائی ہوئی۔ اور اس سے بھی ۲۷ سال کی صلح

(۲۵) سلطان عثمان خان ثالث

سلطان عثمان خاں سوم سلطان مصطفےٰ خاں ثانی برادر سلطان محمود اول کا بیٹا تھا۔ ۱۱۷۶ھ میں اپنے چچا سلطان محمود اول کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ یہ سلطان چونکہ لڑکپن سے حرم میں قید رہا تھا۔ تنہائی اور خلوت کو نہایت پسند کیا کرتا تھا۔ اسنے سعید آفندی کو صدر اعظم مقرر کیا۔ اور اس خوف سے کہ ارکین سلطنت سلطان احمد خاں کی اولاد کو تخت نشین نہ کر دیں۔ محمد اور بایزید وغیرہ کو قتل کر دیا۔ اسکے عہد ۱۱۷۱ھ میں قسطنطنیہ میں نہایت سخت آگ لگی اور صدر اعظم کے مکانات اور شہر کے تین حصے جلکر خاک سیاہ ہو گئے۔ اسنے جامع مسجد عثمانی جس کو سلطان محمود اول نے تعمیر کرنا شروع کیا تھا مکمل کیا۔ اور ۱۵ صفر ۱۱۷۱ھ میں تین برس سلطنت کرنیکے بعد انتقال کیا۔ اس سلطان کو سلطنت کے کاموں میں بالکل دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ اسے ہمیشہ گوشہ نشینی پسند خاطر رہا کرتی تھی۔

(۲۶) سلطان مصطفےٰ خان ثالث

سلطان عثمان خان ثانی کی وفات کے بعد ۱۱۷۱ھ میں سلطان مصطفےٰ خاں تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنی ہمشیرہ صالحہ سلطانہ کی شادی راغب پاشا وزیر کے ساتھ کر دی۔ چونکہ وزیر نہایت عقلمند اور دانا تھا۔ اسکا خیال ہمیشہ ملک گیری کی طرف مائل رہا۔ لیکن موت نے اسے مہلت نہ دی اور جلدی فوت ہو گیا۔ راغب پاشا کی وفات کے بعد حمزہ پاشا وزیر مقرر کیا گیا لیکن سلطان نے اسے چند ماہ کے بعد معزول کر دیا۔ اور اسکی جگہ ماہر پاشا وزیر اعظم صرف چالیس روز تک رہا

کی تبدیلی نے کچھ بھی روس سے چند مرتبہ لڑائی ہوئی۔ جس میں سلطان کا لشکر مظفر و منصور رہا۔ اور روس کی کئی توپیں چھین کر قسطنطنیہ میں لائی گئیں اور ۵ ذیقعدہ ۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں سلطان نے پندرہ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

(۲۷) سلطان عبدالحمید خان اول

سلطان عبدالحمید خاں اول سلطان مصطفےٰ ثالث کا بھائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا۔ جو کہ ۱۱۸۷ھ میں سلطان مصطفےٰ خاں کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عیسائی بادشاہوں سے صلح کر لی۔ کیونکہ خانگی جھگڑوں کے باعث اسکی سلطنت میں نہایت ضعف آگیا تھا۔ اور لشکر کی بغاوت سے باعث ملک تباہ ہو رہا تھا۔ عیسائی سلاطین کے ساتھ صلح کرنے کے بعد اسنے حسین پاشا کو باغیان عرب کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسنے نہایت دانائی اور عقلمندی سے مجرموں کو گرفتار کر کے انکو عبرت ناک سزائیں دیں۔

چونکہ اس کے عہد میں لشکر نے کئی بار بغاوت کی تھی۔ اور ملک میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ لہذا روس اور جرمنی نے صلح کو توڑ کر باتفاق سلطان پر چڑھائی کی سلطان نے بھی یوسف پاشا اور علی پاشا دونو کو ایک جرار لشکر کے ساتھ مقابلے کو روانہ کیا۔ یوسف پاشا نے جرمنی فوج کا مقابلہ کیا۔ اور قلعہ شیش پر قبضہ کر لیا۔ اور علی پاشا نے بھی ادس سے سخت مقابلہ کر کے اسکو شکست فاش دی۔ یہ سلطان نہایت منصف مزاج اور صلح پسند تھا۔ ۱۲۰۳ھ میں پندرہ سال حکومت کرنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

(۴۸) سلطان سلیم خان ثالث

سلطان عبدالحمید خان اول کی وفات کے بعد سلطان سلیم خان ثالث ۱۲۰۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اسنے تخت نشین ہوتے ہی اپنی تمام توجہ بری اور بحری فوج کے درست کرنے پر منعطف کی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ باقاعدہ فوج تیار ہوئی۔ اور ۱۷۹۱ء میں شاہاں جرمن و روس سے مقابلہ ہوا۔ دو ماہ تک نہایت خونریز لڑائی ہوئی۔ اور جرمن اور روس کے سپہ سالاروں نے صلح کرلی لیکن روس کی ملکہ نے جو کہ اپنے خاوند پطرس سوم کو مار کر تخت نشین ہوئی تھی نہ مانا۔ اور ایک جرار لشکر قلعہ اسمٰعیلہ پر دھاوا کرنے کے لیئے بھیجا جس میں تیئیس ہزار سلطانی فوج مقیم تھی۔ جب روسیوں نے قلعہ پر دھاوا کیا تو سلطانی فوج نے قلعہ میں سے روسیوں پر ایسی توپیں برسائیں کہ خندق لاشوں سے بھر گئی۔ چونکہ روسی فوج کثیر التعداد تھی وہ قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور تین دن ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستوں پر خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ قلعہ کے مردوں عورتوں اور بچوں نے بڑی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور سب مارے گئے صرف ایک شخص اس ہنگامہ سے بچکر قسطنطنیہ گیا جسنے سلطان کو تمام حال سنایا۔ سلطان اور لشکر کو یہ خبر سنکر نہایت جوش اور رنج آیا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ روسیوں پر ٹوٹ پڑیں اور انکو خاک اور خون میں ملاکر اپنے ان ہزارہا مقتول بھائیوں کا بدلہ لیں۔ لیکن انگلستان وغیرہ نے باہم ملکر صلح کرادی۔ اس سلطان نے اپنی فوج کے چند ہوشیار سپاہی فرانس کے جنگی کالج میں تعلیم پانے کیلیئے۔ سب سے اول ارسال کیئے۔ جو کہ ولایتی طرز پر جنگ کی واقفیت حاصل کرکے واپس آئے۔ اسکے

مصالحانہ تدبیر سے انکو راست کرلیا۔ اسی اثنا میں انگریزوں نے موقعہ پاکر اسکندریہ
پر قبضہ کرلیا۔ مگر محمد علی پاشا والی مصر نے پھر اسکندریہ کو انگریزوں سے چھین لیا۔ اب
انگریزوں کو بھی مصالحت کی سوجھی۔ اور انہوں نے درمیان ہوکر روس اور سلطان
کی صلح کرادی۔ اس واقعہ کے بعد سلطنت کی وزارت کئی دفعہ تبدیل ہوئی۔ اور
آخر میں حلمی پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔ لیکن ۱۲۲۲ھ میں سپاہ ینگ چری نے پھر
غدر کیا اور بہت سے پاشا سپاہ کے ہاتھوں مارے گئے۔ اور سلطان کو معزول
کیا گیا۔ اس سلطان نے اٹھارہ سال حکومت کی۔ اور ۴۸ سال کی عمر میں وفات
پائی۔

(۲۹) سلطان مصطفےٰ خان رابع

سلطان سلیم خاں ثالث کے معزول ہونے پر سلطان مصطفےٰ خاں جو کہ ۱۱۹۳ھ
میں پیدا ہوا تھا تخت نشین ہوا۔ اسنے تخت نشین ہوتے ہی تمام قدیمی فوج کو جو کہ غدر
کررہی تھی تسکین دی۔ اور انہیں نہایت نرمی سے سمجھا کر فرو کیا۔ اور فرانس اور
انگلستان سے رابطہ دوستی کا پختہ کیا۔ اسکے عہد میں کوئی قابل ذکر لڑائی نہیں ہوئی
اسنے سلطان سلیم خاں کو جو کہ قید میں تھا قتل کرادیا۔ اور سلطان عبدالحمید خاں
اول کے بیٹے محمود خاں کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ اراکین سلطنت نے سلطان کو معزول
کرکے قید کرلیا۔ اسکی مدت حکومت صرف ۲ سال چند ماہ تھی۔

(۳۰) سلطان محمود خان ثانی

یہ سلطان ۱۱۹۹ھ میں پیدا ہوا اور ۹ جمادی الاول ۱۲۲۳ھ میں تخت نشین ہوا
چونکہ یہ سلطان نہایت بیدار مغز اور اولوالعزم تھا۔ اسنے تمام مفسدین اور سرکشوں

سے مقابلہ کے لئے محمد رؤف پاشا کو ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ روانہ کیا - شاہ ایران
کی طرف سے ولی عہد عباس قاچار فوج لیکر مقابلہ کو آیا - اور فریقین میں سخت
لڑائی ہوئی لیکن بعد میں صلح کے ساتھ فیصلہ ہو گیا - ایران کی مہم کے بعد ۱۲۴۱ھ میں
سلطان کو خیال ہوا کہ سپاہ نیگ چری کا بہت غلبہ ہے اور وہ جسے چاہتی ہے
سلطان بنا دیتی ہے - لہذا یا تو اُن کا بالکل صفایا کرنا چاہئے ورنہ انکو راہ راست پر
لانا چاہئے - چنانچہ سلطان نے کسی حکمت عملی سے اسمیں سے بعض بعض ارکین
کو بلایا - اور باقی ستر ہزار آدمی سپاہ نیگ چری کے قتل کر دیئے - جو بظاہر ایک نہایت
ظالمانہ کارروائی اور ایک دن میں کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے - لیکن اس سرکش گروہ
کا جس کے ہاتھ میں سلطان کا عزل اور نصب تھا - اس طرح مارا جاتا سلطنت
کے لئے بہتر تھا - ایسی طاقت ور فوج کو ایک دن میں نابود کر دینا یہ اسی کا کام تھا
۱۲۴۴ھ میں سلطان کو شاہ روس سے مقابلہ کرنا پڑا - لیکن سلطانی لشکر
کو شکست ہوئی - اور صلح ہو گئی - اور سلطان کو تاوان جنگ ادا کرنا پڑا - محمد علی
پاشا والی مصر نے بھی اس سلطان کے عہد میں نہایت ترقی کی - اور حلب و حجاز
وغیرہ پر قابض ہو گیا - تاوان جنگ کی ادائیگی اور محمد علی پاشا کا حجاز وغیرہ پر
قبضہ سلطان کے لئے ایسا رنج وہ ثابت ہوا کہ سلطان نے اسی غم میں ۱۹ ر
ربیع الاول ۱۲۵۵ھ میں سوموار کے دن ۳۱ سال سلطنت کرنے کے بعد
وفات پائی ؛

(۳۱) سلطان عبدالمجید خاں

سلطان محمود خاں ثانی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلطان عبدالمجید خاں

... سلطان کے عہد میں بڑے
بڑے واقعات پیش آئے۔ محمد علی پاشا والی مصر جو کہ سلطان محمود خاں کے عہد میں ہی حلب اور حجاز وغیرہ پر قبضہ کر چکا تھا۔ اور بھی ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ لیکن انگریزوں نے سلطان کا ساتھ دیا اور ۱۲۵۷ھ میں حرمین الشریفین محمد علیؒ پاشا (جسے خدیو کا لقب دیا گیا تھا) کے قبضہ سے نکلکر سلطان کے قبضہ میں آئے۔ اور یہ قرار پایا کہ محمد علی پاشا صرف مصر کے صوبہ پر نسلاً بعد نسلاً قابض رہے اور سلطان کے کل ملک کو خالی کردے چنانچہ اسی طرح ہوا اور خدیو مصر ۱۲۶۳ھ میں قسطنطنیہ میں گیا۔ اور سلطان المعظم سے شرف نیاز حاصل کیا۔ اور تین دن تک وہاں رہا۔

۱۸۵۳ء میں روس سے پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کو سلطان کے مقابلے میں بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ چونکہ ہمارے ہم مذہب عیسائی کثیر التعداد میں تمہارے ملک میں بستے ہیں انکی مذہبی حکومت اور عدالت ہمیں ملنی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی سرحدی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری میں دو لاکھ فوج دشمن کے مقابلے کو روانہ کی۔ ۹ ماہ تک خوب لڑائی ہوئی۔ فریقین کے دو لاکھ آدمی کام آئے۔ روس کے لشکر میں سے جو چند آدمی بچ نکلے تھے۔ وہ سلطانی سرحد سے بھاگ گئے۔ لیکن مقام سینوپ پر ۴۰ ہزار روسی فوج اور آگئی۔ جنہوں نے پانچ ہزار ترکی فوج کو یکدم ایک ہی حملے میں قتل کر دیا۔ ادھر انگریزوں اور فرانس نے باہم ملکر سلطان کو مدد دی اور چار سو جنگی جہاز معہ ایک لاکھ جنگی لشکر کے مالٹا کی راہ سے گیلی پولی میں اتار دیا۔ اور ۱۸۵۴ء میں بندر اڈیسہ پر روسیوں سے ایسا مقابلہ ہوا کہ انگریزی اور فرانسیسی جہازوں نے اپنے دھواں دھار گولوں سے کئی جہاز غرق اور تباہ

...رکے اور بہادری کی بہادر یادگاری سے کرتے رہتے - ادھر سے ناکامیاب
ہو کر روسیوں نے ایک دوسرے قلعہ پر جس میں ترکوں کی فوج صرف آٹھ ہزار
تھی دھاوا کیا - اور ایک لاکھ روسی فوج نے قلعہ ڈنیوب کا محاصرہ کیا - پورے
دو مہینے تک اہل قلعہ نے بڑی دلاوری اور مردانگی سے دشمن کا مقابلہ کیا - لاچار
جب روسی فوج کے سپہ سالاروں نے دیکھا کہ قلعہ مضبوط اور مستحکم ہے - اس پر
قبضہ کرنا خالہ جی کا گھر نہیں تو انہوں نے ایک فیصلہ کن حملہ کیا - لیکن اہل قلعہ
نے اُنکے حملے کو اسی طرح روکا جس طرح کہ وہ پہلے انکے حملوں کو روکا کرتے
تھے - آخر روسیوں کو اپنا سپہ سالار مروانے کے بعد پسپا ہونا پڑا - اندازہ کیا جاتا
تھا کہ قریباً تیئس ہزار سے زائد روسی اس جگہ مارے گئے تھے - ادھر فرانس اور
انگریزوں نے اپنے جنگی جہازات دریائے ڈنیوب میں آگے بڑھائے - اور کریمیا
کا ضلع جو روس کی حد میں ہے کنارے کنارے فتح کرتے گئے - اور پچاس ہزار
فوج کو خشکی پر اُتار دیا - ادھر مقابلہ میں بھی چونتیس ہزار سپاہی روسی فوج کے
اڑ کھڑے ہوئے - فرانس اور انگریزوں کے لشکروں نے باہم ملکر ایسا حملہ
کیا کہ روسیوں کو شکست فاش ہوئی - اور قریباً دو ہزار روسی لڑائی میں کام
آئے - اس مقابلے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے ۲۰۰ آدمی قتل اور قریباً
دو ہزار زخمی ہوئے - دوسرے دن متفقہ لشکر آگے بڑھا اور بلاک لاوا کو
چھین لیا - اور بہت سے روسی سردار قید کر کے قسطنطنیہ بھیج دیئے گئے -
وہاں سے بڑھکر سیباسٹپول کو جو بڑا مضبوط اور مستحکم قلعہ روسیوں کا تھا جا
گھیرا - انجینیروں نے دمدمے باندھنے شروع کر دیئے رات کو شنجوں مارتے
اور دن کو روسیوں سے مقابلہ کیا جاتا - اسی اثنا میں ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۴ء کو
جہازی توپیں لنڈن سے یہاں پہنچ گئیں - اور قلعہ پر گولوں کی بارش ہونے

نہایت بےخبری سے
حملہ کرکے ترکوں کو پسپا کر دیا مگر انگریزوں کی جرار فوج فوراً ترکوں کی امداد کو پہنچ گئی جنہوں نے نہایت عقلمندی سے روس کو شکست دی۔ ۵ نومبر ۱۸۵۴ء کو امکرمان پر روس نے انگریزی فوج پر سخت حملہ کیا۔ اور بےخبری سے ایسے ٹوٹ پڑے کہ جب تک لڑائی شروع نہ ہوئی کسی کو غنیم کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی نہایت معرکے کا جنگ ہوا۔ انگریزی سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ ادھر لشکر فرانس نے دوسری طرف سے یورش کی۔ بارہ گھنٹے تک وہ معرکے کا جنگ ہوا کہ توبہ آخر روسی بلا کب لاوا کی طرف بھاگ گئے۔ اور بھاگتے ہوئے روسیوں پر فرانس کے توپخانوں سے ایسے گراب کے گولے برسائے گئے کہ روسیوں کے ساٹھ ہزار میں سے صرف نصف کے قریب زندہ بچے

۲ مارچ ۱۸۵۵ء میں شاہ روس مرگیا اور اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ اسنے پچاس ہزار فوج قلعہ اور قیدیوں کی مدد کو روانہ کی۔ ادھر ترکوں اور انگریزوں و فرانسیسوں کو بھی تازہ کمک پہنچ چکی تھی۔ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں نے سیباسٹپول کو گھیر لیا۔ نقب بھی قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئی جس میں بارود بھر کر آگ لگادی گئی۔ جس سے قلعہ کی دیواریں پھٹ گئیں اور قلعہ پر فتح کا نشان نصب کیا گیا۔ اس معرکے میں ترکوں نے نہایت دلیری اور جانبازی سے کام کیا۔ فتح کے بعد پیرس (پایہ تخت فرانس) میں وکلا اور سفیران شاہانِ یورپ و ٹرکی کے جمع ہوئے اور صلحنامہ تیار ہوکر لڑائی موقوف ہوئی۔ قیدی اور ملک ایکدوسرے کو واپس کئے گئے۔ ۱۸۵۶ء میں اس فتح پر لنڈن میں بہت بڑا جشن کیا گیا۔ سلطان عبدالمجید خاں کے عہد کا یہ ایک بڑا تاریخی کارنامہ

اس سلطان کے عہد میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر از سر نو ۱۲۶۵ھ میں
شروع ہوکر ۱۲۷۶ھ میں ختم ہوئی جس پر ایک کروڑ دینار سے زاید خرچ ہوا۔
پہلے مسجد میں چار دروازے تھے لیکن اس وقت ایک پانچواں دروازہ باب
مجیدی ایزاد کیا گیا۔ اس سلطان کے عہد میں ملک شام میں بھی عیسائیوں اور
مسلمانوں کی اکثر لڑائیاں ہوئیں جس میں غلبہ مسلمانوں کو ہوا۔ یہ سلطان
۲۳ سال حکومت کرنے کے بعد بچاس سال کی عمر میں ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ
میں فوت ہوا۔

(۳۲) سلطان عبدالعزیز خاں

یہ سلطان ۹ جولائی ۱۸۳۰ء کو پیدا ہوا۔ اور ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ میں اپنے
بھائی سلطان عبدالمجید خاں کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے تخت نشین
ہوتے ہی ملک میں عمدہ عمدہ اصلاحیں کیں۔ وہ اہلکار جو نہایت کاہل اور
سست اور خائن تھے موقوف کئے۔ اور انکی جگہ لائق اور دیندار لوگوں کو منتخب
کیا۔ جنگی فوج اور جہازات میں بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا اور شاہ ایران
ناصر الدین قاچار سے از سر نو اتحاد اور دوستی کو بڑھایا۔

اسنے اپنے بھائی سلطان عبدالمجید کے حرم کو جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں
تھے آزاد کر دیا اور کہا کہ وہ جس سے چاہیں شادی کریں انہیں کوئی روک
نہیں۔ ۱۲۷۹ھ میں مصر کے صدر مقام قاہرہ کا دورہ۔ اور توفیق پاشا کو
جو محمد علی پاشا کا پوتا تھا خدیو مصر کا خطاب عطا کیا۔ ۱۸۶۷ء میں سلطان
نے ممالک یورپ کا سفر کیا اور واپسی پر اپنے ملک میں یورپینی طریق کی اصلاحیں
کیں۔ تار اور ریل جاری کی۔ مگر ان اصلاحات اور گذشتہ جنگ کے خرچ

کی وجہ سے قرضہ بہت بڑھ گیا اور خود سلطان کے ذاتی مصارف اس قدر بڑھ گئے کہ خزانہ کی حالت نہایت نازک ہوگئی۔ اور اس وجہ سے تمام ارکین اور علما بگڑ گئے اور سلطان کے معزول کرنے کی سازشیں ہونے لگیں۔ چنانچہ بروز منگل ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کی نصف رات کو بعض وزرا سلطان مراد خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکو تخت پر بیٹھنے کا مژدہ سنایا گیا۔ چنانچہ اس وقت تمام نے سلطان مراد خاں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور سلطان عبدالعزیز کے محل میں جاکر عرض کی کہ لوگوں نے آپکو معزول کرکے آپکی جگہ سلطان مراد خاں کو تخت نشین کیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان کو اس قدر غم ہوا کہ وہ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کو انتقال کرگیا۔ مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسنے خودکشی کرلی۔ اس سلطان کی مدت حکومت ۱۵ برس چند یوم تھی۔

سلطان مراد خاں خامس

سلطان مراد خاں خامس ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ انکے عہد میں سرویہ اور مانٹی نگرو میں بوجہ غدر کے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن سلطان کو ابھی صرف تین ماہ تخت نشین ہوئے گذرے تھے کہ ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو ارکین سلطنت نے شیخ الاسلام کے مشورے سے سلطان کو بوجہ علالت وخفقان سلطنت سے علیحدہ کرکے محل چراغاں میں جو گلانہ کے قریب ۵ یا ۶ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے نظر بند کر دیا گیا۔

سلطان عبدالحمید خاں ثانی

سلطان عبدالحمید خاں ثانی جو کہ ۱۸۴۲ء میں شاہی بیگم کے بطن سے ...

اپنے بھائی مراد خاں کی جگہ ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوا۔ لڑکپن میں اس کو پبلک کاموں میں حصہ لینے کی ممانعت تھی جسکی وجہ سے سلطان کو اپنی زندگی کئی برس تک قید کی طرح بسر کرنی پڑی۔ لیکن خدا کا فضل اسکے ایسا شامل حال ہوا کہ بلا تربیت بلا تیاری اور بلا امداد دوست وعزیزوں کے سلطان اُن لوگوں کے ذریعہ سے گوشہ تنہائی سے نکلکر تخت پر بیٹھا کہ جو اسکے چچا اور بھائی کی معزولی کا باعث ہوئے تھے۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی پہلے غدار اراکین دولت کے جتھے کو توڑنا شروع کیا اور مدحت پاشا کو عرب کی طرف جلاوطن کر دیا۔ سلطان کو چونکہ اپنے چچا اور بھائی کا حال معلوم تھا۔ کہ اُن کا کیا حشر ہوا ہے۔ لہذا اسے اس بات کا ہمیشہ خوف رہتا کہ مبادا اسے کوئی زہر دیدے۔ چنانچہ اسی خیال سے پانی سربمہر نہایت حفاظت سے لایا جاتا اسی طرح کھانا بھی حفاظت سے لایا جاتا۔

سلطان عبدالحمید میں یہ ایک خاص صفت تھی کہ وہ بڑا محنتی اور کام کرنے والا شخص تھا۔ وہ صرف چند گھنٹے آرام کیا کرتا تھا۔ سلطنت کے تمام اہم کام سلطان نے اپنے سپرد کر رکھے تھے۔ اور نہایت محنت سے اُنکو سرانجام دیا کرتا۔

عہد حمیدی کے پولیٹکل واقعات

۱۸۷۶ء میں سلطنت عثمانیہ کی بدنظمی کی وجہ سے مغربی طاقتوں کو قسطنطنیہ میں ایک کانفرس منعقد کرنے کی ضرورت ہوئی جس میں عیسائی رعایا کے لئے کچھ خاص رعائتوں کا دیا جانا منظور ہوا تھا۔ لیکن سلطان نے اسے منظور نہ کیا۔

شاہ روس جو کہ سلطان کے بہادر لشکر سے کئی بار بھاگ چکا تھا۔ اور اسے سلطان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بلا کسی وجہ کے ہمت نہ پڑتی تھی۔ اس بنا پر کہ سلطان نے

جنگ کا اعلےٰ نمونہ دکہا کر ثابت کر دیا کہ ابھی ترکوں میں وہ بہادر موجود ہیں۔ کہ جو تھوڑی سی فوج کے ساتھ کفار کے لشکر کو شکست دیسکتے ہیں۔ پلونا کے مقام میں دو برس تک لڑائی رہی۔ لیکن آخر کار تصفیہ ہو گیا۔ تمام سلاطین یورپ ثالث ہوئے لیکن انہوں نے عیسائیت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی ثالثی میں کچھ بد دیانتی کی۔ اور کئی صوبے مثل سردیہ۔ رومانیا وغیرہ کے آزاد کئے گئے۔ اور صوبہ بوسینہ و ہرزیگوینہ جن کا رقبہ (۱۹۷۰۰) مربع میل اور آبادی پندرہ لاکھ نفوس کی تھی۔ آسٹریا کو اور جزیرہ قبرس سلطنت انگریزی اور تونس سلطنت فرانس کے حوالے کئے گئے۔ اور بلغاریہ کو ٹرکی سے علیحدہ کر کے اس کا ایک باجگذار صوبہ بنا دیا گیا۔ اور اس عہد نامہ کا نام عہد نامہ برلن ۱۸۷۸ء رکھا گیا۔

۱۸۹۷ء میں یونان کے ساتھ لڑائی ہوئی جس میں ادہم پاشا نے یونانیوں کو وہ پے در پے شکستیں دیں کہ انکا کچومر نکل گیا۔ لیکن دول یورپ نے نہایت بے انصافی سے سلطان کے فتح کئے ہوئے ملک پھر یونان کو واپس دینا تجویز کیا اور دیا گیا۔ اور تاوان جنگ بھی نہ دیا۔ جسکی بابت یونان نے دول یورپ سے التجا کی تھی کہ وہ بالکل غریب اور جنگ کی وجہ سے نہایت لاچار اور مفلس ہو رہا ہے لہذا برائے خداوند یسوع مسیح مجھے اس بات سے بچالیں کہ میں تاوان جنگ ادا کروں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور دول نے یونان کی حمایت کر کے اس کو تاوان جنگ سے بھی بچالیا۔

اسی جنگ کے مفصل اور مکمل حالات معہ اُن بہادران اسلام کی تصاویر کے جو اس جنگ میں شامل تھے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں۔ تو مکمل جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء قیمتی ۱۲؍ فرینڈشپ بک ایجنسی لاہور سے طلب فرما کر مطالعہ فرمائیے۔

سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ نوجوان ترکوں کی جماعت نے جس کا نام انجمن اتحاد ترقی ہے سلطان سے جمہوری سلطنت کا مطالبہ کیا تو سلطان نے اس بات کو پسند نہ فرمایا۔ لیکن روشن خیال نوجوانوں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کہ جب تک جمہوری سلطنت نہ ہوگی تب تک ملک کی ترقی محال ہے۔ لہذا انہوں غلبہ پاکر سلطان کو معزول کر کے جزیرہ سالونیکا[1] میں نظر بند کر دیا۔ اور اسکی جگہ سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہ کو تخت نشین کیا۔

(۳۵) خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہ

یعنی

"(سلطنت عثمانیہ کے موجودہ فرمانروا)"

جلالتماب حضرت سلطان المعظم محمد خامس جو کہ ۳ نومبر سنہ ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے اور ۶۵ سال کی عمر میں سلطان عبد الحمید خاں ثانی کے معزول ہونے پر ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کو تخت نشین ہوئے۔ آپ عثمانی خاندان کے ۳۵ ویں فرمانروا اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد ۲۹ ویں سلطان ہیں۔ اور آئینی حکومت کے پہلے سلطان اور بیدار مغز فرمانروا ہیں۔ آپ کے عہد میں ملک ہر طرح ترقی کر رہا ہے۔ اعلیحضرت کے اخلاق حمیدہ و الطافات شاہانہ کے باعث تمام رعایا اپکی گردیدہ احسان ہو رہی ہے۔ آپ کی طبیعت مبارک میں ایک خاص قسم کا تبسم پایا جاتا ہے جب علی الصباح خادم عربی قہوہ کی پیالی لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ تو آپ اس کو دیکھکر تبسم فرماتے ہیں۔ اور آہستہ سے کہتے ہیں

[1] اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء جنگ بلقان کے شروع ہونے پر ارکین سلطنت نے سلطان کو سالونیکا سے

... سلامی کی رسم میں
اپنے غیر ملکی مہمانوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو مسکراکر ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یہ تبسم اگرچہ خاموش ہوتا ہے۔ مگر یہ سلطان کی طبیعت کی فیاضی کے علاوہ اس بات کی بھی شہادت ہے کہ وہ دور و نزدیک کے مہربانوں کی ملاقات کی تقریب میں خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جب سلطان کو اطالوی الٹی میٹم اور اسکے بعد اعلان جنگ کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور وہی سب پر حکومت کرتا ہے +

اعلحضرت کے تبسم ہیں رضا بہ رضا اور قسمت کا مشرقی مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں رضائے الٰہی اور مشیت ایزدی کے مقابلہ میں سر تسلیم خم کرنے اور اس پر رضامند رہنے کا کافی میلان پایا جاتا ہے۔ ایک اخبار کے نامہ نگار نے لکھا کہ مجھے ایک ایسے آدمی سے جس کو اکثر سلطان کے قریب رہنے کا موقع ملا تھا۔ معلوم ہوا کہ موجودہ جنگ کے سے نازک موقع پر بھی وہ اکثر مسکراتے اور اپنی طبیعت کو خوش رکھتے ہیں۔ نیز اپنی بیگناہی۔ اور نیک نیتی کے خیال سے قابل اطمینان اور حسب دل خواہ نتائج کے امیدوار ہیں۔ واقعی یہ تعجب کی بات ہے کہ تیس سال سے زیادہ عرصہ تک مصیبت اور تکلیف اٹھانے کے بعد بھی اعلیحضرت سلطان المعظم کی طبیعت میں فیاضی کا مادہ خاصکر موجود ہے اور ان کو انسانی فطرت کے بہتر حصہ پر اعتماد ہے۔ آپ اپنی سابقہ زندگی جو دراصل تکلیف کی زندگی تھی کے زمانہ میں بھی کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے تھے احکام کی بسر و چشم اطاعت کرتے رہے۔ اور بزم لہجہ میں آپکے ساتھ ایسے طریق سے پیش آتے رہے جیسے وہ بادشاہ اور خلیفہ کی شان کے شایاں خیال کرتے تھے +

اعلیحضرت کی پابندی اوقات

حضور شاہی مراسم- مجالس یا پبلک پرائیویٹ ملاقاتوں میں وقت کے بڑے پابند ہیں- بلکہ بسا اوقات وقت سے پہلے پہنچ جاتے ہیں- کیونکہ ان کا قول ہے کہ مجھے اس خیال سے تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ لوگ میری انتظار میں اپنا عزیز وقت ضائع کریں جب اعلیحضرت تھوڑا عرصہ ہوا مقدونیہ اور البانیہ کی طرف رعایا کی تالیف حکومت کی غرض سے تشریف لے گئے تو سیاحت کا جو پروگرام اور ٹائم ٹیبل طیار کیا گیا تھا- اسکی پابندی کرنے میں ان کے رفقاء اور انجن ڈرائیوروں کو بہت سی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا- چنانچہ بعض اوقات تو ناممکن العمل نظر آنے لگتا تھا- مگر حضور کا حکم بالعموم یہی تھا کہ روانگی مقررہ وقت سے کچھ پیشتر ہی عمل میں آیا کرے- سلطان فرمایا کرتے تھے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ میری رعایا ملاقات کی از حد خواہش مند ہے- چنانچہ فوراً ٹرین روانہ ہوتی اور وقت سے پیشتر ہی منزل مقصود پر پہنچ جاتی تھی۔

اعلیحضرت کی پرائیویٹ زندگی

حضور کی پرائیویٹ زندگی نہایت سادہ ہے آپ کا ہر ایک مذاق نہایت مہذب اور شائستہ ہے- آپ خوراک میں نہایت کفایت شعاری فرماتے ہیں- آپ طاس کباب کو خاص طور پر پسند کرتے ہیں- جو نہایت سادہ طور پر بنائے جاتے ہیں۔

سلطان المعظم ایک راسخ الاعتقاد مسلمان کی طرح سے احکام شرعیہ کے بدرجہ نہایت پابند ہیں

جو لوگ انکی اندرونی یعنی حرم کی زندگی سے واقف ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وہاں
بھی وہ عادات اور مزاج کی سادگی کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ چنانچہ وہ اپنی سابقہ
یعنی پہلی بیگم پر قانع ہیں اور اپنی بیوی بچوں میں خوش ہیں۔ اُنسے محبت کرتے ہیں
آپ کی طبیعت کو موسیقی سے قدرتی لگاؤ ہے۔ آپ ایشیا اور یورپی دونوں
قسم کے راگوں کو پسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ اعلان جنگ اٹلی سے پیشتر آپ ہر روز شام
کو یورپین باجہ نوازوں سے باغ میں باجہ سنا کرتے تھے۔ مگر جنگ شروع ہوتے
ہی انہوں نے حکم دیدیا ہے کہ کسی قسم کا راگ رنگ میرے نزدیک نہ آنے پائے۔
اس سلسلہ میں آپ نے وزیر اعظم سے فرمایا کہ جب میرے اسقدر بھائی جنگ کی
تکالیف کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ تو مجھے کیا حق حاصل ہے کہ میں آرام سے بیٹھا
رنگ رلیاں مناؤں اور راگ باجے سنا کروں ؎

سلطان اکثر اپنی شاندار کشتی میں بیٹھ کر ابنائے باسفورس میں سیر کو تشریف
لے جاتے اور اس سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ باسفورس کے ڈھلوان کنارے
جو کثیر التعداد سنگ مرمر کے محل بنے ہوئے ہیں۔ اکثر ان میں سے کسی پر قیام فرماتے
اور وہیں تناول طعام فرماتے۔ ملکی معاملات پر بحث کرتے ہیں۔ سلطان لوگوں
کو اپنے اردگرد جمع ہوتے دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ آپ اکثر ماہی گیروں کی
کشتیوں کے قریب کشتی ٹھہرا کر ان سے مسکرا کر گفتگو کرتے ہیں ؎

اعلیحضرت سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہا کے عہد کے واقعات میں سے مشہور واقعہ
جنگ اٹلی و ٹرکی اور جنگ بلقان ہیں۔ جنگ اٹلی و ٹرکی کے مفصل و مکمل حالات تو
ہماری کتاب جنگ طرابلس کے چشم دید حالات حصہ اول و حصہ دوم معہ تصاویر
سلطان المعظم و غازی انور بے شیخ سنوسی معہ دیگر آٹھ فوجی افسران (جنگی مجموعی

جنگ بلقان ابھی ہو رہا ہے۔ جسکے مفصل حالات جس قدر کہ ہمیں ابتک معتبر ذرایع سے معلوم ہوسکے ہیں اس کتاب میں لکھینگے۔ اور ناظرین کی واقفیت کے لیے جنگ کے حالات لکھنے سے پیشتر سلطنت عثمانیہ کی موجودہ وسعت اور اسکے صوبہ جات وبلقانی متحدہ ریاستوں کے مختصر حالات تحریر کرینگے تاکہ فریقین کی ملکی و فوجی حالت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکے۔

دولت عثمانیہ

دولت عثمانیہ جنوبی و مشرقی یورپ۔ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا کُل رقبہ مع باجگزار ریاستوں کے پندرہ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل ہے اور کل آبادی تین کروڑ چون لاکھ نفوس ہے۔ یورپ میں سلطنت عثمانیہ کی خود مختارانہ حکومت (۶۵۳۵۰) مربع میلوں اور (۶۱۳۰۲۰۰) آدمیوں پر ہے ایشیائی مقبوضات میں ایشیائے کوچک آرمینیا۔ کردستان۔ عراق۔ عرب۔ شام۔ یمن اور حجاز ہیں۔ جن کا کل رقبہ چھ لاکھ نزانوے ہزار چھ سو دس مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ۷۶ لاکھ ۳۰ ہزار ہے۔ افریقہ کے علاقہ کا جو ترکی حکومت کے ماتحت ہے کل رقبہ چار لاکھ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ نفوس ہے۔ علاوہ ازیں مصر۔ کریٹ۔ اور سماموس بھی برائے نام سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہیں طرابلس جس کی خود مختاری کا اعلان حال ہی میں ٹرکی نے کیا ہے۔ رقبہ میں چار لاکھ مربع میل ہے۔ اور اس کی آبادی ایک کروڑ ہے۔ ان سے ظاہر ہوگا کہ سلطنت عثمانیہ کے بیشتر مقبوضات ایشیا میں ہیں۔ سلطنیہ عثمانیہ کے اندر کئی مذاہب اور کئی نسلوں کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً یونانی ترک بلغاروی۔ سروی۔ رومانی۔ ارمنی۔ مغیار

[illegible] عیسائی [illegible] عثمانی رعایا بہت غالب ہے۔ سلطنت کے اندر کل ۵۰ لاکھ عیسائی ہیں۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ مسلمان اور باقی دیگر مذاہب اور نسلوں کے لوگ رہتے ہیں۔ بحیرہ ایجین کے جزائر میں جو دولت عثمانیہ کے ماتحت ہیں آبادی کا جزو اعظم مسیحی ہے۔ اور باقی مسلمان ہیں یعنی تیس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں تین لاکھ کے قریب عیسائی ہیں۔ یہاں پر یوروپین ٹرکی کے ان دونوں صوبوں کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو معرکہ کارزار میں شامل ہیں۔ ان میں سے ایک مقدونیہ ہے۔ اور اسے بلقانی اتحادی سلطنت عثمانیہ کی ماتحتی سے نکالنے کے درپے ہیں۔ ٹرکی کی خود مختارانہ حکومت بلا واسطہ دو علاقوں البانیہ اور مقدونیہ پر پھیلی ہوئی ہے۔ صوبہ البانیہ بحیرہ ایڈریاٹک کے ساتھ پھیلتا چلا جاتا ہے اس کے شمال میں [illegible] اور جنوب میں ملک یونان ہے گویا یہ اُن دونوں حکومتوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے تین بڑے حصے سقوطری۔ یانینا۔ اور کسووا ہیں۔ اس صوبہ کی آبادی کا بڑا حصہ مسلمان ہیں۔ البانی نسل کے لوگ پندرہ لاکھ کے قریب ہیں۔ عیسائیوں کی آبادی اس صوبہ میں بہت قلیل ہے۔ دوسرا صوبہ مقدونیہ ہے جس کے لئے یہ خون ریز جنگ چھڑ گئی ہے۔ تاریخ دان ناظرین سے مخفی نہ ہوگا کہ یہ علاقہ سکندر اعظم کا جنم بھوم تھا۔ اور اس میں سکندر کے باپ فیلقوس کی حکومت تھی۔ مقدونیہ البانیہ کے مشرق اور یونان کے شمال میں واقع ہے۔ اس کے تین بڑے حصے سالونیکا۔ مناستر اور کسووا ہیں۔ اس کا رقبہ ۲۶۰۲۵ مربع میل اور آبادی چھبیس ستائیس لاکھ ہوگی۔ اس علاقہ میں بہت سے بلغاری۔ سروی اور یونانی عیسائی رہتے ہیں جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ وہاں عیسائیوں کی آبادی بہت کثیر ہے اور غیر عیسائیوں کی بہت تھوڑی تعداد ہے۔ ۱۹۰۲ء میں مناستر کے علاقہ میں فتنہ برپا ہوا تھا۔ جسے ترکوں نے

[illegible]

سرویہ۔ بلغاریہ کی طرح حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کی اس تمنا کے ساتھ نہ صرف آس پاس کی حکومتوں کو ہمدردی ہے۔ بلکہ دول عظام یورپ بھی سلطنت عثمانیہ پر زور ڈالتی رہتی ہیں کہ معاہدہ برلن کے رو سے اس علاقہ میں اصلاحات رائج کر کے شور و شر ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے چنانچہ ۱۹۰۲ء کے فساد کے وقت آسٹریا اور روس نے اصلاحات کی تجویز وضع کی۔ ۱۹۰۸ء میں روس اور برطانیہ کے درمیان اس کی بابت خط و کتابت ہوئی۔ مگر اس سال ٹرکی میں آئینی حکومت کا انقلاب ہوتے ہی انہوں نے اس مسئلہ سے دست برداری اختیار کر لی۔ اگر اس جنگ کے خاتمہ پر مقدونیہ کا علاقہ سرویہ۔ مانٹی نگرو کی طرح خدانخواستہ ٹرکی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ تو یورپ میں اس کے خاص علاقہ میں روپے میں دس آنے باقی رہ جائیں گے۔ اور خاص ترکی علاقہ میں مزید نقصان واقع ہوگا۔ اس سے واضح ہوگا کہ مقدونیہ یورپین ٹرکی کی اہمیت کا جزو اعظم ہے اور ترکوں نے اس اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے بلقانی اتحادیوں کی مبارزت کی صلا کو جو دراصل یورپ کی صلا ہے۔ اگر تسلیم کر لیا ہے تو انہوں نے ایسا کرنے میں وہ چارہ کار اختیار کیا ہے جو ایک آزاد اور عزت و آبرو والی قوم کو اختیار کرنا چاہیئے اور سچ تو یہ ہے کہ بلقانی اتحادیوں کی یہ چڑھائی مقدونیہ کو آزادی دلانے کی غرض سے نہیں ہے بلکہ اسلام کے آخیری نشان کو یورپ میں مٹانے کی غرض سے ہے۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ اس نقش کی محویت اور صلیبی سورماؤں کی عزیمت کے درمیان سلطان محمد فاتح کے اخلاف کی شمشیر حایل ہے۔

حکومت سپاہ۔ مالی وسائل وغیرہ

[illegible] سلطان عبدالحمید خاں کے حسب ارشاد مدحت پاشا نے آئین مرتب کیا۔ اور اس کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر دوسرے مہینے روس سے جنگ چھڑ گئی۔ پارلیمنٹ ملتوی ہوئی۔ اور ۱۸۷۸ء میں منسوخ ہو گئی۔ اور آئین التوا میں پڑ گیا۔ آخرکار جولائی ۱۹۰۸ء میں نوجوان ترکوں کی مساعی جمیلہ سے اس کی تجدید اور اجرا ہوا۔ اور نئے سرے سے نئے آئین و قوانین وضع ہو کر نافذ ہوئے۔ اخبارات کو آزادی دی گئی۔ اور تعلیم مفت کی گئی۔ سلطان المعظم نہ صرف خلیفۃ المسلمین ہیں بلکہ وہ حکومت کے اعلےٰ ترین رکن۔ افواج بحر و بر کے سپہ سالار اعظم ہیں۔ غیر سلطنتوں سے عہد اور معاہدے کرنے کے بھی پورے مجاز ہیں۔ عثمانی رعایا کے حقوق بھی مساوی قرار پائے۔ دارالاعیان کے ارکین چالیس سال سے کم عمر کے نہیں ہو سکتے۔ اور وہ سلطان المعظم کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر فوجی و ملکی پنشن یافتہ عہدیدار ہوتے ہیں۔ مجلس اعیان کے ہر ایک رکن کو دس ہزار پیاسترسالانہ ملتا ہے۔ اور ان کا شمار دارالعوام کے ارکین سے صرف ایک تہائی ہوتا ہے۔ دارالعوام کا رکن فی پچاس ہزار مردوں میں سے ایک ہوتا ہے۔ جو چٹھی کے ذریعہ سے منتخب کیا جاتا ہے۔ وہ تیس سال سے کم عمر کا نہیں ہو سکتا۔ اور چار سال کے لئے منتخب ہوتا ہے ضرور ہے کہ وہ عثمانی رعایا ہو اور ترکی لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ ۲۵ سال کے مردوں کو اپنے نمائندے انتخاب کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ ہر مبعوث کو بیس ہزار پیاستر فی اجلاس ماسوائے سفر خرچ کے ملتے ہیں۔ ترکی آئین بہت باتوں میں انگریزی آئین سے ملتا جلتا ہے ۔

ترکی میں سب سے بڑی پولیٹیکل انجمن اتحاد ترقی ہے جس کی کوششوں سے ۱۹۰۹ء کا انقلاب وقوع میں آیا اس کا صدر مقام سالونیکا میں ہے اور پارلیمنٹ [illegible]

... ابتدائی تعلیم

لازمی قرار دے رکھی ہے۔ مگر اس اصول پر سختی سے عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ سلطنت میں تینتیس چالیس ہزار سکول اور کوئی چودہ پندرہ لاکھ طلبا ہیں۔ قسطنطنیہ میں ایک یونیورسٹی ۱۹۰۰ء میں قایم کی گئی تھی مسجدوں کے متعلق دو ہزار کے قریب مکتب ہیں جہاں تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

سلطنت عثمانیہ کی کل سالانہ آمدنی ۱۲-۱۹۱۱ء کے بجٹ کے مطابق قریباً (۲۸۶۱۲۹۷۸) ترکی پونڈ اور خرچ (۲۵۰۰۷۴۴۶) ترکی پونڈ ہے۔ اور قومی قرضہ بارہ کروڑ چھیانوے لاکھ نوے ہزار پونڈ ہے۔

دولت عثمانیہ نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے فوجی ملازمت لازمی قرار دے رکھی ہے بیس اور چالیس سال کے درمیان مردوں کو لازماً فوجی ملازمت کرنی پڑتی ہے مگر آوارہ گرد مفلوک الحال اور کرد فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور نہیں کئے جاتے غیر مسلم رعایا کو فوجی خدمات کے بجائے چھ شلنگ ٹیکس فی کس دینا پڑتا ہے پھر بھی باقاعدہ سپاہ میں کئی رجمنٹیں عیسائیوں کی ہیں جو اس جنگ کے موقع پر میدان کارزار کو نہیں بھیجی گئی ہیں۔ ان سے قسطنطنیہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے۔ اور ان کا کچھ حصہ ایشیائے کوچک میں بھیج دیا گیا ہے۔ اس کی بجائے ترک سپاہ یورپ کو روانہ کی گئی ہے۔

ترکی سپاہ کا انتظام بہت کچھ یورپین ڈھنگ کا ہے۔ سپاہ کے تین حصے ہیں (۱) نظام یا باقاعدہ سپاہ (۲) ردیف (۳) مستحفظ (۴) باقاعدہ سپاہ کے اجزائے ترکیبی حسب ذیل ہیں۔ (۲۲) ڈویژن - ۵۷ بٹالین - بیس برگیڈ مع ۲۰۷ اسکواڈرن رسالہ کے - ۱۶ برگیڈ توپخانہ کے جس میں (۲۷۱) باتریاں ہیں۔ ردیف قسم اول کے ۴۳ ڈویژن اور ۲۰۰ بٹالین اور رسالہ کے ۲۱۳ اسکواڈرن ہیں۔

... ہیں ۱۰ - دو ڈویژن اور ۸۵ ابٹالین ہیں - اس کے ساتھ توپ خانہ نہیں ہے - محاصرہ کے توپ خانہ کی ۵۵ کمپنیاں ہیں - کردوں کا حمیدیہ رسالہ بھی تیار کیا جا رہا ہے - اس کی ۶۵ رجمنٹیں ہیں - لڑائی کے موقع پر ایک بٹالین سوا نو سو جوانوں کی ہوتی ہے - اور بعض بارہ سو جوانوں کی بھی ہیں - نظام کا شمار دو لاکھ ساٹھ ہزار ہے - اور محفوظ نظام ایک لاکھ بیس ہزار ہے - ہر دو قسم کی بقیہ رد مل کر کل سپاہ دس لاکھ ہوتی ہے - اور حالت امن میں چار اور پانچ لاکھ کے درمیان ہے - پیدل سپاہ (۵۹۳۲۰۰) رسالہ (۵۵۳۰۰) توپ خانہ (۵۴۷۲۰) انجینیروں کی ۹۳ کمپنیاں ساڑھے سات ہزار ہیں - اور سولہ ضرب التوپ ہیں ◆

بحری فوج

ٹرکی کی بحری فوج میں دس ہزار سپاہی ہیں - ان میں سے ۱۱۲۶۵ سب قسم کے چھوٹے بڑے افسر ہیں جنگی جہاز محفوظ کروزر گن بوٹ - تباہ کن کشتیاں ملا جلا کر کل ۴۷ ہوتے ہیں - دولت عثمانیہ کا سال ۱۹۱۰-۱۱ء کا کل فوجی خرچ (۸۶۹۸۱۷۵) ترکی پونڈ تھا -

ریاستہائے بلقان

بلغاریہ

کل رقبہ (۳۷۱۸۱۹) مربع میل اور آبادی (۴۳۳۵۶۴۶) نفوس ہے - اس میں (۵۳۲۲۴۶) مسلمانوں کی آبادی بھی شامل ہے ◆

یہ سرویہ کی طرح سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ تھا - جو معاہدہ برلن کے رو سے ۱۸۷۸ء میں ترکی سے نکل کر جداگانہ صوبہ کی شکل میں قائم ہوا - اور اس کا باجگذار شمار ہوتا رہا - ۱۹۰۸ء میں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا - دول یورپ نے اُسے سلطنت مان لیا - موجودہ بادشاہ فرڈیننڈ اول ہے - اور ملکی انتظام

ہے جسے ایک پارلیمنٹ مع مجلس وزرا قایم ہے۔ پارلیمنٹ کا ہر ممبر بیس ہزار آدمیوں کا نمایندہ ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت ہے۔

بلغاروی سپاہ یورپ کی دیگر سلطنتوں کی سپاہ کے نمونہ پر ہے۔ اسلحہ وغیرہ سب نیا ہے۔ اس کی ترتیب و تقسیم بھی تازہ ترین فوجی قاعدہ کے مطابق قایم ہوئی ہے۔ بیس اور پینتالیس سال کی عمر کے آدمیوں کے لئے فوجی ملازمت لازمی ہے۔ گو مسلمان اس سے مستثنے ہیں۔ وہ صرف ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ۲۴ رجمنٹیں معمولی اور ۱۲ محفوظ سپاہ کی ہوتی ہیں۔ رجمنٹ کی تعداد افسروں (۴۵۶۷) پر مشتمل ہے۔ رسالہ کی پانچ رجمنٹیں ہیں۔ توپ خانہ۔ سفرمینا۔ وغیرہ اس کے علاوہ ہے۔ لڑائی کے وقت قواعد دان سپاہی۔ پیدل۔ رسالہ۔ توپ خانہ۔ سفرمینا۔ وغیرہ ساڑھے تین پونے چار لاکھ ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء کے تخمینہ جات کے مطابق ۱۷ لاکھ ۳۱ ہزار پونڈ آمدنی تھی۔

سرویہ

رقبہ (۱۸۶۳۰) مربع میل۔ آبادی (۳۶۸۸۷۴۷) نفوس ہے۔

یہ بھی ترکی کا صوبہ تھا۔ مگر سنہ ۱۸۷۸ء میں اس سے علیحدہ ہوگیا۔ اور اب وہاں بادشاہ۔ پارلیمنٹ۔ مجلس وزرا ہے۔ موجودہ حکمران پیٹر اول ہے۔ تعلیم لازمی ہے۔ اور فوجی ملازمت بھی جبریہ ہے۔ سرویہ کی سپاہ بلغاروی لشکر کی طرح اعلیٰ تربیت یافتہ یا مسلح نہیں ہے۔ پھر بھی اس کا فوجی انتظام فوجی مبصروں کی رائے میں اچھا ہے۔ لڑائی کے وقت دو لاکھ سپاہ میدان کارزار میں بھیجی جاسکتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں سالانہ آمدنی کا اندازہ چھیالیس لاکھ پونڈ کا تھا۔

مانٹی نگرو

اس کا رقبہ ([illegible]) مربع میل۔ اور آبادی پونے تین لاکھ ہے۔

یہ صدیوں سے آزاد ہے۔ اب وہاں آئینی حکومت ہے۔ یہ پہاڑی ریاست ہے۔ ہر ایک جوان آدمی کو فوج میں بھرتی ہونا پڑتا ہے۔ جنگ کے وقت اُس کی کل جمعیت ۵۰ ہزار تک ہوجاتی ہے۔ یہاں کے سپاہی بڑے لڑاکے اور دلاور سمجھے جاتے ہیں۔ تربیت یافتہ سپاہ کا شمار بہت تھوڑا ہے۔ اس کا سالانہ خرچ اور آمدنی کوئی سوا لاکھ پونڈ ہے۔

یونان

رقبہ (۲۴۵۲۸) مربع میل اور آبادی (۲۶۱۹۵۲۲) ہے یعنی آبادی میں سرویہ کے مساوی ہے۔

یونان مدت دراز تک ٹرکی کا صوبہ رہا۔ اور ۱۸۲۲ء کی جنگ کے بعد آزاد کرا دیا گیا۔ اور اب وہاں آئینی حکومت ہے۔ ایک تازہ قانون کے مطابق سب جوانوں کو کچھ عرصہ تک فوجی ملازمت کرنی پڑتی ہے۔ لڑائی کے وقت بمشکل سوا لاکھ سپاہ بہم پہنچ سکتی ہے۔ گو نئے قانون کے رو سے اس کا شمار اڑھائی لاکھ تک ہو جائیگا باقاعدہ سپاہ صرف ۲۰ ہزار کے قریب ہے جس میں پیدل۔ توپ خانہ۔ رسالہ سفیر مینا وغیرہ شامل ہے۔ اس کی سالانہ آمدنی ۱۹۱۱ء میں ۵۶ لاکھ ۶۲ ہزار پونڈ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی مختصر سی بحری سپاہ بھی ہے۔ مگر وہ ٹرکی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ بلغاریہ کی بحری سپاہ۔ افسر۔ سپاہی۔ ملاح وغیرہ چھ سات ہزار کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔

بلقان کے اتحاد اربعہ کا کل رقبہ (۷۷۹۳۷) مربع میل اور آبادی ۹۶ لاکھ کے قریب ہے۔ رقبہ کے اعتبار سے یہ دولت عثمانیہ کے یورپی علاقہ سے کچھ زیادہ ہے۔ مگر آبادی میں بہت کم ہے۔ بلقانی اتحادیوں کی یہ مجموعی آبادی۔ رقبہ۔ سپاہ بحری و بری۔ آمدنی وغیرہ سب دولت عثمانیہ سے کہیں گھٹ کر ہیں۔

مقامات جنگ

دولت عثمانیہ اور ریاستہائے بلقان کے مختصر حالات لکھنے کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے واقعات شروع کرنے سے پیشتر اُن چند مقامات کے حالات کہ جہاں لڑائی ہو رہی ہے۔ یا ہو چکی ہے۔ میدان جنگ کے حکمرانوں کے مختصر حالات کے ساتھ بیان کر دیئے جائیں۔ تاکہ ناظرین کو جنگ کے حالات مطالعہ کرتے وقت میدان جنگ اور اسکے حکمرانوں کی پوری واقفیت حاصل ہو جائے۔

ایڈریانوپل (ادرنہ) یورپین ٹرکی کا ایک مشہور فوجی مقام ہے۔ یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے جس کا بلغاریوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور جہاں انہیں دو تین شکستیں آچکی ہیں۔ معمولی آبادی اس کی ۸۰ ہزار ہے۔ بلغاری سرحد اس کے بہت قریب ہے۔

سقوطری۔ مانٹی نگرو کی سرحد کے متصل ایک مضبوط فوجی مقام جس پر مانٹی نگرو کی آکر رک گئے ہیں۔ یہاں ترکی فوج رہتی ہے۔ ۴۵ ہزار آبادی ہے شاہ مانٹی نگرو کی اس مقام پر مدت سے آنکھ ہے جھیل سقوطری کے سوا اس شہر کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ واقع ہیں۔

توزی۔ اس مقام پر لڑائی ہو چکی ہے۔ اور مانٹی نگرو والوں نے برائے نام اس کو لے لیا ہے۔ سٹنجی پایہ تخت مانٹی نگرو سے قریباً تیس میل اور سرحد سے ایک میل ترکی کے اندر واقع ہے۔ کوہستان البانیہ کے ڈھلوان پر قریباً ۳ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ان پہاڑوں پر سبزی کا نام و نشان نہیں اور تمام علاقہ خشک میدان

کا ایسا منظر پیش کرتا ہے - کہ اس کی نظیر یورپ بھر میں بمشکل مل سکے گی ✦

برانہ - سرحد مانٹی نگرو کے قریب ایک ترکی شہر ہے جنگ پہلے اسی علاقہ سے شروع ہوئی - بیان کیا جاتا ہے کہ مانٹی نگرویوں نے بعد میں اسکو لے لیا - لیکن ابھی تک پختہ خبر نہیں - آبادی ۸ - ۱۰ ہزار کے قریب ✦

مناستر - ٹرکی کا صوبہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مسیحیوں کے خوفناک قتل عام کیلئے مشہور رہا ہے ✦

مصطفےٰ پاشا - بلغاریہ کی طرف ٹرکی کا سرحدی شہر جو صوفیہ اور درنہ کی ریلوے لائن پر واقع ہے - اور جنگی اہمیت کا مقام ہے ✦

اسکب - مقدونیہ میں ترکی جنگی اہمیت کا بڑا مرکز ہے - ٹرکی کی مقدونوی فوج کا بھی غالباً یہی سٹیشن ہے - بندرگاہ سلانیک سے اسکب تک مشہور ریلوے لائن جاتی ہے - جہاں سے اسکی دو شاخیں ہو جاتی ہیں - ایک متروویزا کی طرف جاتی ہے جو سرحد مانٹی نگرو کے قریب ہے - دوسری سرحد سرویہ سے گذر کر مقام نیش پر جاملتی ہے - جو وائنا بلغراد - صوفیہ - ادرنہ و قسطنطنیہ کی مشہور ریلوے لائن پر واقع ہے ✦

صوبہ نووی بازار - مسئلہ بلقان کے ساتھ اس صوبہ کا نہایت اہم تعلق ہے اور ممکن ہے کہ اس کا وجود دول عظمےٰ کیلئے مشکلات کا باعث ثابت ہو - یہ در اصل سنجق نودی بازار کہلاتا ہے - اور ترکی اصلاح میں سنجق صوبہ سے کسی قدر چھوٹا علاقہ ہوتا ہے - ٹرکی کیلئے بھی اس کا وجود سخت پریشانی اور تکلیف کا باعث بنا رہتا ہے - نودی بازار ولایت قوسودہ میں واقع اور تین ملکوں سرویہ آسٹریا اور مانٹی نگرو کے درمیان بچھا ہوا ہے - جن میں سے ہر ایک کا اس پر دانت

[illegible]

[illegible]
میں واقع ہے۔

مالیسوری - اس نام کا جنگجو مسیحی قبیلہ شمالی البانیا کے کوہستانی علاقہ میں سرحد مانٹی نگرو کے قریب آباد ہے۔ ترکی فوج پر سب سے پہلے اسی نے حملہ کیا تھا۔ اور پہلے ترکی حکومت سے سرکشی اختیار کر کے جنگ کا سلسلہ ہلایا تھا۔

میدان جنگ کے حکمران

جلالت مآب سلطان روم

سلطان محمد خامس جیسا کہ ہم پیشتر لکھ چکے ہیں۔ اپنے برادر معظم سلطان عبد الحمید خاں کے معزول ہونے پر ۱۹۰۹ء کے موسم بہار میں تخت نشین ہوئے۔ ان کی عمر اس وقت ۷۰ سال ہے۔ اور ان کی عمر کا زیادہ تر حصہ قصر ضولمہ کے باغیچہ میں بحیثیت نظر بندی کے بسر ہوا ہے۔ ہز مجسٹی کی شکل و شباہت سلطان معزول سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن وہ اپنے بڑے بھائی کی نسبت زیادہ تنومند اور مضبوط ہیں۔ اپنے ایام نظر بندی میں وہ دنیا و مافیہا سے غافل نہیں تھے۔ اخبارات کا مطالعہ انکی خاص دلچسپی کا موجب تھا۔ اور کتب بینی ان کا دل پسند مشغلہ۔ وہ زمانہ کی رفتار ترقی سے بخوبی آگاہ تھے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ اصول اسلام کے رو سے حرّیت اور آزادی کی نعمتیں رعایا کا خاص حق ہیں۔ ہز مجسٹی نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی اعلان کیا۔ کہ نوجوان ترکوں کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اُن کا فرض منصبی ہے۔ وہ اپنی رعایا کے ہر ایک فرد و بشر سے انصاف و مساوات کا اور عزت کا برتاؤ کریں گے اور تمام مذاہب و ملل کو ایک ہی نظر سے دیکھیں گے۔ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے اس عہد بر پابندی کے ساتھ قائم ہیں۔ سلطان المعظم ایک خالص

... ہیں ... انکی ... مختلف ہے - وہ جمعہ کی نماز مختلف مسجدوں میں باری باری ادا کرتے ہیں، تاکہ اُن کی ذات والاصفات کی زیارت سے کوئی شخص محروم نہ رہے - اس وقت اُنکی حالت بتیس دانتوں میں زبان کی سی ہے - اور ہر مسلمان دست بدعا ہے - کہ وہ موجودہ پُر آشوب مشکلوں سے ٹرکی کو بچانے اور اسلام کی عزت و آبرو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوں (دیکھو تصویر صفحہ نمبر ۳)

شاہ بلغاریہ

پرنس فرڈیننڈ آف سیکس کوبرگ گوتھا، ۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو ۲۶ سال کی عمر میں منتخب ہوا - بین الاقوامی مشکلات اور ملک کی بہتر حالت کی موجودگی میں اس نے تاج و تخت کو قبول کیا - اور وہ رعایا میں بہت ہر دلعزیز ہے - سنہ ۱۸۹۳ء میں اس نے شہزادی میری لوئسی سے شادی کی جس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں - شہزادی موصوف کا سنہ ۱۸۹۹ء میں انتقال ہوگیا - صوبہ بلگیریا نے اپنی تئیس سالہ زندگی میں حیرت انگیز ترقی کی اور باشندوں میں قومیت کے جذبات مضبوطی سے جاگزیں ہوگئے - سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ عساکر عثمانی دیگر اطراف میں مشغول تھے شہزادہ فرڈیننڈ نے بلغاریہ کی خودمختاری کا اعلان کردیا - یہ اعلان خودمختاری شہزادہ نے ٹرنووو کے چالیس شہیدوں کے گرجا میں باواز بلند پڑھکر سنایا جو زمانہ قدیم میں بلغاریہ کا پایہ تخت تھا - اُس سے آئندہ موسم بہار میں دول یورپ نے اُس کی خودمختاری کو تسلیم کیا - شہزادہ نے اپنا لقب "بادشاہ" اختیار کیا جس کو قومی مجلس نے گذشتہ سال باضابطہ طور پر منظور کرلیا ہے (دیکھو تصویر صفحہ نمبر ...)

شاہ سرویہ

سرویہ کے بادشاہ الگزینڈر اور ملکہ ڈراگا کے پراسرار قتل کا واقعہ جو ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۳ء کو وقوع میں آیا اہل ... ...

بعد عمل میں آئی تھی۔ کنگ پیٹر ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوا۔ اور اسکی شادی مانٹی نیگرو کے شاہ نکولس کی دختر شہزادی زورکا سے ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ ابتدا میں اس کے اختیارات بالکل برائے نام تھے۔ اور سلطنت کے تمام اعلے انتظامی عہدے شاہ کش درباریوں کے ہاتھوں میں تھے۔ یہ بات سخت قابل اعتراض تھی۔ اس لئے۔ تمام دول یورپ نے اعتراض کے طور پر اپنے اپنے نمایندے دربار سرویا سے واپس بلا لیئے۔ لیکن ستمبر ۱۹۰۴ء میں کنگ پیٹر کی تاجپوشی کے وقت انگلستان کے سوائے باقی تمام طاقتوں کے قائمقام وہاں موجود تھے۔ انگلستان سے سفارتی تعلقات مئی ۱۹۰۶ء میں دوبارہ قایم ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں ولی عہد حکومت کو جو آسٹریا کے مخالف فریق کا سرگروہ تہا۔ ولی عہدی سے دستبردار ہونے پر مجبور کیا گیا۔ کیونکہ وہ نہ صرف ظالم وجفاکار ہی تھا بلکہ ایک حد تک فاتر العقل بھی تہا۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مرض اسے اپنے باپ یعنی موجودہ بادشاہ سے ورثہ میں ملا ہے۔ بزدل میخوار ہے (دیکھو تصویر صفحہ نمبر ۸)

شاہ مانٹی نیگرو

نکولس اول۔ پیٹرووک نیگوس ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۴ اگست ۱۸۶۰ء کو اپنے چچا ڈینلو کے بجائے شہزادہ مانٹی نیگرو کہلایا۔ اختیارات حکومت ڈینلو پیٹرووک کے عہد سے اسی خاندان میں چلے آتے ہیں۔ جس نے اپنے تئیں ۱۸۹۶ء میں پرنس بشپ آف مانٹی نگرو قرار دیکر اپنے ملک کو ترکوں سے آزاد کرایا۔ اور خود ملک کا روحانی وملکی حکمران بن کر روس کے ساتھ مذہبی وسیاسی اتحاد قائم کیا۔ ۱۸۷۸ء میں مانٹی نگرو کی خودمختاری کو ٹرکی اور معاہدہ برلن کے دیگر معاہدین نے تسلیم

بندیوں کی تعمیر کی ممانعت بدستور قائم رہی - اگست سنہ ۱۹۱۰ء میں نکولس کی
پچاسویں سالگرہ منائی گئی - اور اس موقع پر مانٹی نیگرو کی قومی مجلس نے ایک
خاص ریزولیوشن کے ذریعہ سے اس کے لئے "بادشاہ" کا لقب منظور کیا۔ اس
کی شادی سنہ ۱۸۶۰ء میں مانٹی نگرو کے ایک اعلےٰ عہدہ دار ریاست کی لڑکی سے ہوئی
جس سے اسکے ہاں تین بیٹے ہیں ٹرکی کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے میں اس نے
سب سے نمایاں حصہ لیا ہے - (دیکھو تصویر صفحہ نمبر ۵)

شاہ یونان

پرنس جارج - کنگ کرسیجین آف ڈنمارک کا دوسرا بیٹا ۱۸ سال کی عمر میں
سنہ ۱۸۶۳ء میں کنگ آف ہلینیز منتخب ہوا - کوئن وکٹوریہ کا لڑکا شہزادہ الفریڈ
ایک سال قبل تاج قبول کرنے سے انکار کر چکا تھا - مسند نشین ہونے کے ایک
سال بعد پرنس جارج کو جمہوری آئینی حکومت منظور کرنے پر مجبور کیا گیا -
جس کے قواعد و ضوابط قومی مجلس نے مدوّن کئے سنہ ۱۸۹۷ء میں باشندگان یونان
نے ٹرکی کے خلاف جنگ چھیڑ دی - بادشاہ ہر چند انہیں اپنے اس مہلک ارادہ
سے باز رکھنے کی کوشش کرتا رہا - مگر کسی نے ایک نہ مانی - میدان کارزار بہت
تھوڑی مدت گرم رہا - اور اس میں گو یونان کو شکست ہوئی - مگر انجام ٹرکی
کے حق میں بُرا نکلا - سنہ ۱۸۹۸ء میں شاہ یونان کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی جس
میں کامیابی نہ ہوئی - سنہ ۱۹۰۹ء میں آئینی حکومت - ملٹری لیگ کی بیباکانہ
کارروائیوں سے دب گئی - اور شاہی خاندان معرض خطر میں پڑ گیا - لیگ
کا رسوخ بہت جلد کم ہونا شروع ہو گیا - برّی و بحری صیغے آپس میں
لڑنے لگے - سنہ ۱۹۱۰ء کے آغاز میں آئینی حکومت کو اُلٹ دینے کیلئے ایک اور

کچھ پیش نہ جانے دی۔ کنگ جارج کی شادی روس کے ڈیوک اعظم قسطنطین
کی سب سے بڑی لڑکی کے ساتھ ہوئی اور ولی عہد سلطنت کی شادی کچھ مدت
قبل قیصر جرمن کی ہمشیرہ سے ہوئی (دیکھو تصویر صفحہ نمبر)

جنگ کے شروع ہونے کی اصلی وجہ

اور مقدونیہ کے حالات

یونان جب تک کہ رومن سلطنت کا صوبہ نہ ہوگیا۔ مقدونیہ دراصل ایک یونانی ریاست تھی عرصہ دراز گذرا کہ یہ صوبہ بلغاریہ کی عملداری میں شامل ہوگیا تھا اور اسکے ۵۰۰ برس بعد سرویہ کے بادشاہ نے اسے فتح کرلیا۔ پھر سو برس بعد اُسے ترکوں نے فتح کیا۔ اور اس وقت سے ابتک انہی کے قبضہ میں ہے لیکن آبادی کا بڑا حصہ ابھی تک ان قوم پرستوں کا ہے۔ جو ترکوں کی فتح سے پہلے اس پر قبضہ کئے ہوئے تھے۔ اور چونکہ مقدونیہ میں مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اسی لئے ان سے تمام یورپ اور خاصکر ترکی کو ہمیشہ بے چینی رہتی ہے۔ مقدونیہ کی کل آبادی ۲۴ لاکھ ہے جس میں سے صرف ایک تہائی تو مسلمان ہیں۔ اور باقی کی تمام دو تہائی آبادی میں سوائے تقریباً ۷۵ ہزار یہودیوں کے سب کے سب عیسائی ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ۵ لاکھ ترک تقریباً ۱۲۰۰۰۰ البانی اور باقی کے ۱۸۰۰۰۰ وہ باشندے ہیں۔ جنکے باپ دادا اصل میں تو عیسائی تھے۔ مگر بعد میں مسلمان ہوگئے۔ عیسائی باشندوں میں سے تقریباً ۱۰ لاکھ تو بلغاری کے ہیں ۲½ لاکھ یونان کے ۲ لاکھ سرویہ کے ۹۰۰۰۰ رومانیہ کے اور ۱۰۰۰۰
البانیہ کے عیسائی البانی اسی نسل کے ہیں جنکے بانی ٹنگرو والے ہیں ۱۰ اسی

... ہے - بلقان
کی کل ریاستیں یعنی رومانیہ - بلغاریہ - سرویہ - مانٹی نیگرو اور یونان کو صوبہ
مقدونیہ کے ساتھ اس قدر ہمدردی کیوں ہے - سنہ ۱۸۷۸ء کی جنگ روم و روس
کے بعد دو عہدنامے لکھے گئے تھے - پہلا تو صرف روس اور ٹرکی کے درمیان تھا
اور دوسرا کل بڑی یورپین طاقتوں کی کانفرنس کے بعد ہوا تھا - پہلے عہدنامے
میں کل مقدونیہ سوائے جزیرہ نما سالونیکا کے بلغاریہ کی سلطنت میں شامل
کر دیا گیا تھا - لیکن دوسرے عہدنامے سے یہ شرط نکال دی گئی - اور مقدونیہ
کو حکومت ٹرکی ہی کے ماتحت اس شرط پر رہنے دیا گیا - کہ اس میں انتظامی
اصلاحیں ہو جائیں - بابعالی نے ان اصلاحوں کا قانون بنایا - لیکن سلطان نے
اس قانون کو منظور کرنا مناسب نہ سمجھا - اس عہدنامہ سے بلغاریہ کی قوم کے
دو حصے ہو گئے - بڑا حصہ تو بلغاریہ میں چلا گیا - اور چھوٹا حصہ ٹرکی علاقہ میں
رہ گیا - اس پر ان بلغاریہ والوں نے جو مقدونیہ میں ٹرکی سلطنت کے ماتحت
رہ گئے تھے - یہ امید کر کے کہ یہ علاقہ بھی بلغاریہ کو دیدیا جائیگا - شورش برپا کر دی
لیکن سرویہ اور یونان کے لوگ جو مقدونیہ میں ہیں - انہوں نے بلغاریہ کی رعایا بننا
نہیں چاہا - البتہ یہ خواہش کی کہ یا تو ہمارے صوبہ کو خود اختیاری حکومت دیدی
جائے - اور یا ہمیں اپنی اپنی قوموں کے ساتھ اتفاق کر لینے دیا جائے - اسلئے
نہ صرف عیسائی اور مسلمانوں میں بلکہ خود عیسائیوں کی ہی مختلف قوموں میں
بھی آپس کا جھگڑا پڑ گیا - چنانچہ سنہ ۱۸۷۸ء اور ۱۸۹۳ء کے درمیان مقدونیہ
کے اندر کئی چھوٹے چھوٹے فساد ہوئے - لیکن پھر بھی مجموعی طور پر صوبہ میں
اس امید پر امن رہا کہ وعدہ کی ہوئی اصلاحوں پر عمل ہوگا - مگر ۱۸۹۳ء اور
سنہ ۱۸۹۴ء میں مقدونیہ کے اندر بہت سے انقلاب پسند خفیہ کمیٹیاں بن گئیں -

اور ۱۸۹۵ء میں مقدونیہ کمیٹی کے نام سے ایک مجلس بلغاریہ کے اندر بھی تیاری ہو گئی۔ اور اس نے شمالی مقدونیہ میں ہتھیار بند گروہ بھیجدیئے۔ باغیوں نے شہر میلنگ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ترکوں نے اس بغاوت کو دبا دیا۔ اور آخرکار اس کمیٹی کو بالکل ناکامی ہوئی۔ اسی عرصہ میں مقدونیہ کی خفیہ مجلسوں نے آپسمیں ملکر اپنا ایک زبردست جتھا بنالیا۔ اور اسکا نام "انٹرنل آرگنیزیشن" اندرونی انتظام رکھ لیا۔ اس گروہ کے لوگوں نے اپنی ہی پولیس رکھ لی اور اپنی عدالت بھی الگ بنالی۔ اور خود ہی صوبہ میں مالگذاری بھی جمع کرنے لگے۔ اس گروہ کی کارروائیوں کا تعلق بلغاریہ سے کچھ نہیں تھا۔ بلکہ بذاتہ خود گویا مقدونیہ کی ایک حکومت خود اختیاری سی ہو گئی تھی۔ مگر صرف بلغاریہ ہی نے بلکہ یونانی اور اہل سرویہ نے بھی اس نئے انتظام کی امداد سے انکار کر دیا۔ کیونکہ یونان اور سرویہ نے یہ خیال کیا کہ اگر مقدونیہ نے خود اختیاری حکومت حاصل کر لی۔ تو بلغاریہ کے باشندے جو تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ مقدونیہ کو بلغاریہ میں ملا لینا چاہینگے۔ جبکہ یونان اور سرویہ پہلے ہی اگر سب نہیں۔ تو کچھ حصہ ضرور اپنی سلطنت میں شامل کر لینا چاہتے تھے اور خاصکر یونان نے تو بہت سے مسلح گروہ بھی جنوبی مقدونیہ میں بھیجدیئے تھے۔ جنسے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بلغاریہ والے اور یونانی آپس میں اس طرح لڑتے تھے۔ گویا کہ ترکوں سے ہی لڑ رہے ہیں۔ ۱۹۰۳ء میں مناستر کے اندر عام بغاوت ہو گئی۔ جس میں باغیوں نے ایک عارضی فتح حاصل کر کے تین گانوں پر قبضہ کر لیا لیکن دو ہی مہینے میں ترکوں نے نہایت سختی کے ساتھ اس بغاوت کو دبا دیا ۱۰۰ گانوں جلا دیئے گئے اور ۶۰۰۰۰ آدمی بے گھرے ہو گئے۔ اسپر آسٹریا اور روس نے دخل دیکر مقدونیہ کیواسطے ایک ایسی جنڈرامی فوج مقرر کرنیکی تاکید کی جسکے افسر غیر ملکوں کے ہوں۔ ۱۹۰۵ء میں مالگذاری کے انتظام کیلئے بھی باہر

مقرر کر دیئے گئے - اور مقدونیہ کے مالی معاملات میں کچھ ترقی ہوئی - لیکن ملک کی عام حالت پھر بھی بگڑتی رہی - کیونکہ باوجود سرحد پر ترکی گاردوں کی خبرداری کے بلغاریہ سرویہ اور یونان کے ہتھیار بند گروہ چھپ چھپا کر کسی نہ کسی طرح ملک کے اندر پہنچ جاتے اور اپنی کارروائیاں کرتے ہی رہتے تھے۔ ۱۹۰۸ء میں پھر یورپین طاقتوں نے دخل دینے کی تجویز کی - لیکن انہی دنوں میں حکومت ترکی میں انقلاب ہوا اور یورپ کی طاقتوں نے اس یقین پر کہ نئی ترکی گورنمنٹ مقدونیہ میں اصلاحات جاری کر دیگی - چند رومی فوج اور مالی انتظام کے غیر ملکی افسروں کو واپس بلا لیا - اور اول ہی اول مقدونیہ میں ہر طرح پر بالکل امن و امان رہا - لیکن پچھلے سال صوبہ کے عیسائی باشندوں نے شورش پھیلانی شروع کی - اور جب ترکوں نے انکے خلاف سخت کارروائی شروع کر دی - تو انہوں نے اپنے اپنے ملک کی حکومتوں سے مدد چاہی - آخرکار بلغاریہ - سرویہ - یونان - مانٹی نیگرو نے مقدونیہ میں اصلاحیں جاری کر دینے کا بابعالی سے مطالبہ کیا - تاکہ اس صوبہ میں روزمرہ کے جھگڑے فسادوں کا ہمیشہ کیلئے ایک ہی مرتبہ فیصلہ ہو جائے - اور ساتھ ہی اسکے انہوں نے اپنے مطالبوں کو پورا کرنے کیلئے دھمکی بھی دی - لیکن ٹرکی نے انکے مطالبوں اور یادداشتوں کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی جس پر ان شوخ چشم اور دیدہ دلیر احسان فراموش بلقانی اتحادیوں نے دولت عثمانیہ سے یکے بعد دیگرے اعلان جنگ کر دیا۔

جنگ بلقان کا آغاز

اعلان جنگ

۳۰ ستمبر ۱۹۱۲ء کو بلغاریہ اور سرویہ نے ایک متفقہ یادداشت ٹرکی کے نام

کیا کہ اگر اس یادداشت کی قابل اطمینان تعمیل نہ ہوئی تو فوراً اعلان جنگ کردیا جائیگا- چونکہ ان دونوں ریاستوں نے ملکر ٹرکی کے ساتھ جنگ کرنے کا باہم سمجھوتہ کیا ہوا تھا- لہذا بلغاریہ نے سرویہ سے پچاس ہزار فوج امدادی طور پر طلب کی جو کہ چھوٹے چھوٹے دستوں میں سرحد کی طرف بھیجی گئی؛

یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء- کو یونان نے بھی جو کہ درپردہ بلغاریہ اور سرویہ سے باہم ملکر ٹرکی کے خلاف جنگ کرنے کی ٹھان چکا تھا- اپنی بری اور بحری فوجوں کو سرحد پر جانے کیلئے یہ بہانہ ظاہر کرتے ہوئے کہ بہادر ترک اپنی خانہ جنگیوں سے بچنے کیلئے اپنے ہمسایہ پر حملہ نہ کردیں تیار رہنے کا حکم جاری کردیا- اور اسی تاریخ کو سرویہ نے ٹرکی کو ۴۸ گھنٹے کا الٹیمیٹم دیکر کہدیا کہ اگر مدت معینہ تک انکے مطالبات کو قبول نہ کیا گیا- تو سرویہ کیطرف سے ٹرکی کے ساتھ اعلان جنگ کردیا جائیگا؛

۸/ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مانٹی نیگرو نے جو کہ سرویہ بلغاریہ- یونان سے کیا بلحاظ آبادی اور کیا بلحاظ فوجی طاقت وملکی وسعت بالکل کم ہے- محض اپنے کسی سرپرست اور معاون کی خفیہ شہ کے بھروسے پر ٹرکی کے خلاف اعلان جنگ کردیا- مانٹی نیگرو کی وسعت اور فوجی طاقت کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی عقلمند اور دانا اس بات پر یقین کرسکتا ہے کہ مانٹی نیگرو نے اپنی فوجی طاقت کے بھروسے پر اعلان جنگ کیا ہو ہرگز نہیں یہ سب کارروائی کسی ایسی طاقت کی ہے کہ جو درپردہ اسے فوج وغیرہ کی امداد دے رہی ہے اور ہمیں خیال ہے کہ وہ روس ہے جس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ جونہی کہ مانٹی نیگرو نے ٹرکی کے خلاف اعلان جنگ کیا اسی وقت روس میں ایک انجمن صلیب احمر قایم کی گئی جسنے تین سو بستر سات ڈاکٹر اور پینتالیس نرس (تیماردار) میدان جنگ کو بھیج دیئے؛

گیا۔ اسی تاریخ کو توزی پر تمام دن لڑائی ہوتی رہی ترکوں کے نو بٹالین مانٹی نیگریوں سے لڑتے رہے۔

بابعالی کا سرویہ اور بلغاریہ کے خلاف اعلان جنگ

بابعالی نے یہ بیان کرتے ہوئے مجبوراً اعلان جنگ کی محرک اول تو ریاست ہائے بلقان کی وہ متفقہ یادداشت ہے جس میں ٹرکی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی گئی تھی۔ نیز ریاست ہائے مذکور کی فوجی نقل و حرکت اور روزانہ چپقلش بھی اس اعلان کا باعث ہوئی ہیں لہذا بابعالی نے امن و امان کو برقرار رکھنے کیلئے اعلان جنگ کردیا۔ یہ اعلان جنگ صرف بلغاریہ اور سرویہ کے مقابلے میں کیا گیا تھا۔ لیکن یونان نے جو کہ سرویہ وغیرہ کا دلی رفیق ہے۔ بابعالی کو خود الٹیمیٹم دیکر اعلان جنگ کردیا

یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء تک مانٹی نیگریوں اور عثمانیوں کے درمیان برانہ میں جنگ ہوتی رہی۔ اور یکم اکتوبر کو عثمانیوں نے مانٹی نیگریوں کو مار بھگانے کے بعد زعزالہ پر قبضہ کرلیا۔

مانٹی نیگریوں نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء ویرانہ پر مکرر حملہ کیا مگر نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیئے گئے۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو آستانہ سے "دو القتی العربی" کو اس مضمون کا برقی پیغام موصول ہوا کہ مانٹی نیگریوں کو جو لطوبہ کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے تھے۔ ایک خونریز جنگ میں مبتلا ہونا پڑا۔ جس میں ترکی فوج نے بڑی شجاعت و بسالت دکھائی اور مانٹی نیگریوں کی پیش قدمی کو روک دیا۔ اور اسی دن جنگ کرانیا میں پانچ سو مانٹی نیگری کام آئے پھر جنگ مانٹی نگرو کی اراضی میں ہوتی رہی۔ گوسینہ کے اطراف میں مانٹی نیگریوں کو اپنے تمام گاؤں جس پر وہ ابتدا میں قابض ہوگئے تھے۔ خالی کرنا پڑا

۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ... میں یونانی اور عثمانی فوج کا تصادم ہوا۔ دیر تک جنگ
ہوتی رہی۔ اس کے بعد یونانیوں کو کثیر التعداد مقتولین کا نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو وزیر جنگ حضرت ناظم پاشا نے جلالت مآب سلطان المعظم کو اطلاع دی کہ گوسینہ کے گرد مانٹی نیگرویوں اور عثمانیوں میں مٹ بھیڑ ہوئی جس میں عثمانی مظفر و منصور ہوئے۔ تمام محفوظ و مصئون مقامات سے مانٹی نیگرویوں کو مار کر بھگا دیا۔

۱۴؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو باب عالی نے مانٹی نیگرویان مقیم آستانہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ اپنے اپنے قرض ادا کر کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر بلاد عثمانیہ کو اپنے ناپاک قدموں سے خالی کر دیں۔

ایک ہزار مانٹی نیگرو مارے گئے

۱۵؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو سیٹنجی دار الحکومت مانٹی نگرو سے ٹائمز کو اس مضمون کا تار موصول ہوا۔ کہ ۱۱ ماہ حال کو سقوطری کی برقی سحری روشنی ایک ہزار مانٹی نیگرویوں پر پڑی جو تاراپوش پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اس پر تاراپوش کی جلد جلد چلنے والی ترکی توپوں نے فوراً آگ برسانی شروع کی اور مانٹی نیگرویوں کو بھسم کر ڈالا۔ ان کو ان کے افسروں نے حکم بھی دیا کہ پیچھے ہٹ آؤ۔ اور دھاوا نہ کرو لیکن انہوں نے اس حکم کی پروا نہ کی اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بڑھتے چلے گئے معلوم ہوا کہ ان سب کا صفایا ہو گیا اور ایک بھی جیتا نہیں بچا تھا۔

۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ترکوں نے برج لوبچی پر از سر نو قبضہ کر لیا۔ اور سرویوں کو سرحد کے پار مار بھگایا۔ سرویوں کا سخت نقصان ہوا اور ان کی بہت بندوقیں گولی بارود اور سامان رسد ترکوں کے ہاتھ آیا۔

۱۸؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ترکی فوج نظام (باقاعدہ) نے بمقام کرو جا ئی ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء

۱۹ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مانٹی نیگرو کی فوجیں اس خیال سے کہ سروی فوج کے ساتھ
شریک جنگ ہو سکیں اطراف برانہ میں حملہ آور ہوئیں جن کا افواج قاہرہ عثمانیہ نے
جم کر مقابلہ کیا۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ ترکوں کو مانٹینگرویوں کے مقابلے میں ایک
فتح ظاہر حاصل ہوئی۔ پانچ سو سے زیادہ مانٹی نگروی تہ تیغ کر دیئے گئے۔ اور ترک
حدود مانٹی نیگرو سے آگے بڑھ گئے۔ آستانہ میں انتہا درجہ کا جوش پھیلا ہوا تھا
پرنس معز الدین یوسف ولی عہد دولت عثمانیہ زاد اللہ عظمتہا نے سلطان المعظم
سے میدان کارزار میں بنفس نفیس شامل ہونیکے لئے خواہش ظاہر کی ؛

۲۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو معلوم ہوا کہ حملہ آور مانٹی نیگریوں کو حدود برانہ میں عثمانی
فوج نے پسپا کر دیا ہے۔ وہ اب آگے نہیں بڑھ سکتے۔ عثمانی فوج مانٹینگری کی
حدود کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ ہزاروں البانوی والنٹیر عثمانی افواج سے
ساتھ ملنے جا رہے تھے۔ نیز کثیر التعداد مسیحوں نے بھی خلوص کے ساتھ افواج عثمانیہ
میں شریک ہو رہے تھے۔ جنہوں نے اطراف برانہ میں مانٹی نیگرویوں کو سخت
نقصان پہنچایا۔ اور کئی دن تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ ادہر سے سرویہ اور
بلغاریہ نے بھی حدود عثمانیہ پر حملے کئے۔ لیکن ترکی افواج نے انکو شکست دیکر بھگا دیا

جنگ کمانووا میں سرویوں کی شکست

۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو بروقت چار بجے شام کو کمانووا کی غربی جانب ترکی فوج
اور سرویوں میں جو وادی پراوجہ کیطرف بڑھ رہے تھے۔ مڈبھیڑ ہوئی۔ اور
سرویوں کو نقصان کثیر برداشت کر کے الٹے پاؤں واپس ہونا پڑا ؛

۲۴ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو مارتش کی جنگ میں عثمانی فوج نے بلغاریوں سے

... ہیوں کو ... کر ... ں اپنے کثیر التعداد ... ہیں چھوڑ گئیں

بلغاریوں اور سرویوں کی شکست کی کہانی

انگریز نامہ نگاروں کی زبانی

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو خبر دی کہ بلغاریوں اور سرویوں کو جو اجری بلانکا کی سمت سے اسکب کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کمانودا سے آگے شکست ہوئی۔ ترکی فوج نے جو نہایت سرعت کے ساتھ کمانودا پہنچائی گئی تھی۔ پیش قدمی کر کے غنیم کو معرکہ آرا ہونے پر مجبور کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سروی فوج کو زیر کمان شہزادہ اسکندر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور ترکوں نے کثیر التعداد سروی توپوں پر قبضہ کر لیا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو بہ ایڈیشن پیرس نے ڈیلی نیوز کے نام ایک برقی پیغام ارسال کیا کہ ایڈریانوپل کے قریب مقام مارانش میں ترکی فوج نے کل صبح سے پیش قدمی کر کے بلغاریوں پر حملہ کیا۔ اور قبل از ظہر بڑھتی ہوئی ترکی فوج اور اس بلغاروی سپاہ میں جو نہر طنجہ کے شرقی جانب بڑھنا چاہتی تھی۔ دست بدست اور خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ جس کا انجام ترکی فوج کے حق میں ہوا۔ اس کے بعد ترکی فوج نے ایڈریانوپل کی مغربی سمت میں بمقام کیل مافشا ترکوں پر حملہ کیا۔ جس نے ایک خوفناک معرکے کی شکل اختیار کر لی۔ جواب تک جاری ہے۔ بلغاروی سولرو نے ایڈریانوپل کے گرد محیط مرکزوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے اور ترک حملہ آور غنیم کو اپنے حدود سے مار بھگانے اور اسے نقصان کثیر پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔

ڈیلی نیوز نے اپنی ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء کی اشاعت میں بروایت اپنے نامہ نگار مقیم ... سکیں ... سے جو ایک نہایت مستحکم عثمانی مورچہ

میں جو نہر آردا سے چار میل کے فاصلے پر نہر اردا اور نہر مرٹز اکے مقام اتصال کے عقب میں واقع ہے - ایک قیامت خیز خونریز جنگ ہوئی - چھ بلغاروی رجمنٹوں نے مقام مذکور کے قلعہ پر قبضہ کرنے کیلئے حملہ کیا - اور پنجشنبہ کی تمام شب اور صبح کو گرم پیکار رہیں مگر ترکی توپوں نے انہیں قلعہ مذکور کے پاس تک نہ پھٹکنے دیا اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا - اس کے بعد دوسرے بلغاروی دستوں نے آ آ کر قلعہ مذکور پر کئی حملے کئے مگر ہر بار انہیں اپنے کثیر التعداد مقتولین اور بہت سی مکسم توپونکو میدان کارزار میں چھوڑ کر راہ گریز اختیار کرنی پڑی ٭

بلغاریوں کے تین ہزار مقتول

۲۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے آستانہ سے خبر دی کہ دوشنبہ کی شام کو ایڈریانوپل کے اطراف میں جنگ شروع ہوئی - مصطفےٰ پاشا اور ایڈریانوپل کے مابین ریلوے لائنوں کے قریب ایک زبردست جنگ جاری رہی - عثمانی فوج کی ایک حکمت عملی یہ تھی کہ وہ غنیم کا وادی طنجہ میں مقابلہ کرے - ریلوں کے مجروحوں کو آستانے لے کر پہنچنے سے ثابت ہوتا ہے - کہ ایڈریانوپل میں ایک خونریز جنگ واقع ہوئی تھی تفصیلی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ قرق کلیسا کی طرف بلغاروی نہایت سرعت کے ساتھ بڑھے - مگر انجام کار ترک کامیاب ہوئے - بلغاریوں کو تین ہزار مقتولوں اور مجروحوں کا نقصان اُٹھا کر شکست کھانی پڑی ٭

ایک ترک کی اعجاز نما شجاعت

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو لکھا - کہ آج قرق کلیسہ سے اس مضمون کا برقی پیغام موصول ہوا ہے - کہ بلغاریوں نے ایک کمینگاہ

گیاں تھا کہ توپ باہر نکال کر ... پر چھپا رہے ... پہنچنے کی وجہ
سے بلغاریوں کی یہ حرکت طشت از بام ہوگئی اور ترکی فوج نے حملہ کر کے
چوہوں کی طرح چھپے ہوئے بلغاریوں کو مار بھگایا۔ اس اثنا میں یہ ایک حیرت
انگیز ہوش ربا واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک شہری ترک نے جس کا ترکی فوج
سے کوئی تعلق نہ تھا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بلغاروی جمعیت
(جو ایک مکسم توپ کی حفاظت پر مامور تھی) کے درمیان محصور پایا۔ یہ دیکھ کر
ترک شجاع نے جس کی شجاعت کو ہم اعجاز سے تعبیر کرتے ہیں آؤ دیکھا نہ تاؤ
توپ پر یکہ و تنہا ٹوٹ پڑا اگرچہ بلغاریوں نے توپ کی حفاظت میں ایڑی چوٹی
تک کا زور لگایا اور رفائر پر فائر کرتے رہے۔ مگر ترک مذکور توپ کو اپنے کندھے
پر اٹھا کر بہ سرعت تمام عثمانی فوج کیطرف روانہ ہوگیا۔ اور صحیح و سالم
ترکی فوج کے مرکز تک پہنچ کر اسے ترکی فوج کے سپہ سالار کے سپرد کر دیا۔

عساکر عثمانیہ میں جلالتمآب سلطان المعظم کی تقریر

ناظم پاشا سابق وزیر جنگ اور حال سپہ سالار اعظم عساکر عثمانیہ نے افسروں
اور فوجی سپاہیوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہمارے عساکر کے قاید اعظم
جلالتمآب سلطان المعظم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ ارشاد فرمایا
ہے۔ میرا فرض اور منصب ہے کہ میں جلالتمآب کی طرف سے اسے اپ تمام
افسروں اور جانباز سپاہیوں تک پہنچا دوں۔

حضرات! جلالتمآب فرماتے ہیں۔ قرنوں سے ہم پر ایسی مصیبت کی گھڑی
نہیں آئی جیسی کہ آج کل آئی ہوئی ہے۔ بلقان کی ریاستیں ہماری بدخواہی پر
ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔ اور گو ہم نے امن و امان کے قیام میں بہت کوشش کی

... اور قانون انصاف کو پامال کرتی
ہوئی ہمارے حقوق پر دست درازی کرنے لگیں - ان کی اس دست درازی کو امید کے مطابق ہماری قوم نے نہایت ذلت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اب ہمیں ان کی دست درازی کا جواب دینے اور ان کی جبین کو ذلت آلودہ کرنے کی خدمت مجبوراً آپ کے سپرد کرنی پڑی - ہمارے لایق افسر اور جانباز سپاہیو تمہارا فرض اہم ہے - بلقانی ریاستوں نے تمہیں حقیر و ذلیل سمجھا ہے - تم ان سے اس کا پورے طور پر انتقام لو اور ہماری سلطنت کے شرف و ناموس کی حفاظت کرو - اور دنیا پر ثابت کر دو کہ کسی عثمانی گوشے کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچ سکتا - ہمارے آباؤ اجداد کی جانبازانہ و سرفروشانہ شجاعتیں اور اپنے بلاد کی حفاظت میں ان کے جانیں لڑانے کی حکایتیں جواب تک صفحہ تاریخ میں زرین حروف سے مرقوم ہیں - ان کے اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ کا بین ثبوت ہیں - اور اگر تم سپوتوں اور اپنے آباؤ اجداد کے حقیقی جانشینوں نے اپنے بزرگوں کے مناقب جمیلہ کی ثبات قدمی اور شجاعت کے ساتھ حفاظت کی تو تمہارے کارنامے بھی تمہاری اولاد وغیرہ کے لئے قابل فخر اور یگانۂ روزگار ہوں گے - ہمارے قلیل التعداد مگر شجاع آباؤ اجداد دریا کو عبور کر کے یہاں تک پہنچے - اور ان بلاد عظام کو فتح کیا اور اپنی تلوار کے وہ جوہر دکھائے کہ دنیا کو ان کی شجاعت و شہامت کا اعتراف و اقرار کرنا پڑا - ان فنافی الوطن والقوم بزرگوں نے ہمارے لئے ایک قابل تقلید نظیر قایم کر دی جس کی ہم ہر وقت پیروی کرتے ہیں تمہیں علم الیقین ہے کہ جس دشمن کے مقابلہ کیلئے تم یہاں جمع ہوئے ہو - اس سے تم بہت سی باتوں میں بڑھ چڑھ کر ہو - لہذا تمہارا فرض ہے کہ قوم کی امید کے

تمہارا ایک مقدس فرض یہ ہوگا کہ تم نظام کے قایم رکھنے میں اپنے امراء اور قواد کی پوری اطاعت کرو۔ نیز تمہارا فرض ہوگا۔ کہ بلا وجہ خونریزی نہ کرو۔ بیگناہوں عاجزوں عورتوں اور بچوں کے مقابلے میں تلواریں نہ اٹھاؤ۔ امیروں سے اچھا برتاؤ کرو۔ ان اہالی بلاد کی (جنہوں نے تمہارے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائے) جانوں اور مذہبی عمارتوں کی پوری طور پر حرمت ملحوظ رکھو۔ اور ان لوگوں پر جو اپنے افسروں کے حکم کے مطابق مجبوراً تم سے لڑ رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں جنگ کو برا خیال کرتے ہیں۔ اور دل سے تمہارے مصافحہ اور معانقہ کے خواستگار ہیں رحم کرو۔ عثمانی شجاعو! تم متمدن اور مہذب دنیا پر ثابت کردو کہ عثمانی قوم تمام اقوام سے زیادہ متمدن و مہذب ہے۔ اور انسانیت و تمدن کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ مظفر و منصور رہی ہے عثمانی شجاعو! خطرات کے مقابلے میں تم کلام ایزدی کانھم بنیان مرصوص کے مصداق ہوکر آگے بڑھو۔ ہر مقام پر اپنا فرض ادا کرتے جاؤ۔ اور ہر ایک کی زبان پر الی الامام الی الامام ہو۔ اور تم میدان کارزار میں جانے والوں کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالی تمہاری امداد پر اور قوم تمہاری پشت پناہی پر ہے۔ قوم میں غیرت و حمیت کی مجسم تصویریں موجود ہیں جو تمہاری جسارت کا پورے طور پر نہ صرف بدلہ دینگے بلکہ تمہارے زخموں کے مندمل کرنے میں اپنا خون پانی ایک کردیں گے مگر ہر وقت تمہاری زبان پر "الی الامام الی الامام الی الامام" ضرور رہنا چاہیئے۔ تم اپنے بھائیوں اور ہم وطنوں کو اپنی فتح و ظفر سے خوش کرو۔ توفیق الٰہیہ تمہاری رفیق رہے

۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو باب عالی نے ایک اعلان شایع کیا جس میں مرقوم تھا کہ ترکی فوج کے سپہ سالار کو مقام دوسباط میں جب یہ معلوم ہوا کہ بلغاری

طرف سے بلغاریوں نے یہ دیکھ کر کہ غنیم پسپا ہو رہا ہے۔ ایک دم تعاقب میں عثمانی اراضی کے اندر برابر بڑھے چلے آئے۔ اور عثمانی سپاہ بہت دور تک پسپا ہوتی گئی۔ مگر جب بلغاروی فوج بہت دور تک چلی آئی۔ اور ترکی فوج کے سپہ سالار کو یقین ہو گیا کہ غنیم کی فوج اپنے مورچوں سے بہت آگے نکل آئی ہے۔ اور واپس ہو کر اپنے مورچوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ تو اس نے اپنی فوج کو حکم دے دیا کہ فوراً مڑ کر حملہ کر دے۔ چنانچہ بلغاروی فوج کے سینہ پر حملہ کر کے اسے تمام فوج سے جدا کر لیا گیا۔ اور اس سے دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ دو توپیں ترکی فوج کے ہاتھ آئیں۔ مگر بلغاریوں کے نقصانات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا۔

پانچ ہزار یونانی مارے گئے

۳۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو حدود یونان سے "اقدام" کے نامہ نگار اسمٰعیل بے نے اپنے اخبار کو ایک برقی پیغام کے ذریعے سے اطلاع دی کہ ڈلیشقطہ اور صوفیہ کے مابین ترکی فوج اور یونانیوں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ اور ایک جنگ شدید کے بعد نتیجہ نکلنے پر معلوم ہوا کہ پانچ ہزار یونانی میدان کارزار میں کھیت رہے۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ترکی فوج نے وانٹرا سے بڑھکر بلغاریوں پر ایک زبردست حملہ کیا۔ جس میں اعداء کو مجبوراً منہ کی کھا کر پیچھے کی طرف ہٹنا پڑا۔ علیٰ ہذا القیاس ایڈریانوپل کی محافظ فوج کے ایک دستے نے بھی بلغاریوں پر حملہ کر کے اسے پسپا ہونے پر مجبور کیا۔

۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو ایڈریانوپل کی محاصرہ بلغاروی فوج اور ٹرکی کے ترقی (روبکی) لشکر میں سخت خونریز معرکہ آرئیاں ہوئیں آستانہ کیطرف بڑھنے والے بلغا...

[illegible] نقصان
پہنچا کر پسپا کر دیا اور غنیم کی حیرت و اضطراب کو اس امر نے دوبالا کر دیا کہ اس
نے ایڈریانوپل کی محاصرہ کن فوج سے جب امداد مانگی۔ تو محاصر فوج کو فوج
کمک نہ ارسال کر سکی مجبوراً بلغاریوں کے میمنہ اور میسرہ نے حرکت رجعت القہقری
شروع کر دی ؀

بلغاریہ۔ مانٹی نیگرو اور یونان کی پے در پے شکستیں

۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو بلغاریوں نے ایڈریانوپل کو جلد مسخر کرنے کے لئے ایڑی
چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ اور انہوں نے اس بات کو مان لیا تھا۔ کہ بلغاروی لشکر
کو چہار روزہ جنگ عظیم کے بعد سستانے اور آرام لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ
انکو بمقام جانٹرا ابیں ترکوں کی ایک زبردست جمعیت نے شکست دی تھی اور
وہ کھائیاں کھود کر مورچہ بند ہونے پر مجبور ہوئی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس مانٹی نیگرویوں
کو بھی سقوطری کے محاصرہ میں متعدد شکستیں ہوئیں۔ ترکوں نے ناراویش میں
دو مستحکم مقامات پر از سر نو قبضہ کر لیا ؀

ایڈریانوپل میں ترکوں کی عظیم الشان فتح

۹ نومبر ۱۹۱۲ء کو ایڈریانوپل میں ایک سخت مہلک اور خونریز جنگ کے
بعد جو چھتیس گھنٹہ تک مسلسل جاری رہ کر کل ختم ہوئی۔ ترکوں کو ایک ایسی زبردست
فتح حاصل ہوئی۔ جو تاریخ عثمانی کے سب سے زیادہ زریں اور شاندار کارناموں
میں جگہ پانے کے قابل ہے۔ ترکوں نے خوفناک سنگین کے حملے بلغاریوں پر
کئے جن کی تاب نہ لا کر بلغاروی بحالت تباہ بھاگ گئے۔ اور بہت بڑے ذخیرے
بندوقوں اور گولی بارود کے ترکوں کے ہاتھ آئے ؀

۱۳ر نومبر ۱۹۱۲ء کو شتلجہ کی جنگ میں بلغاریوں کو شکست ہوئی اور ان کا نقصان پچیس اور پچاس ہزار کے درمیان ہوا۔ ترکوں کی جنگی حالت بہت اچھی تھی ان کی فوج بولی برغاس اور بابا اسکی کی جانب پیش قدمی کرنے کیلئے تیار تھی

مانٹی نیگرو کی فوج کو شکست

۱۶ر نومبر ۱۹۱۲ء کو ترکوں نے مانٹی نیگرویوں کی سات بٹالینوں (سات ہزار) کو جو کارگ اور سقوطری کیطرف بڑھ رہی تھیں۔ پسپا کر دیا ✣ مانٹی نیگرو کی سپاہی بویانا کی گھاٹیوں سے پرے بھاگ گئے۔ اور ان کے سینکڑوں سپاہی کھیت رہے ✣

ناظم پاشا کا برقی پیغام

۱۷ر نومبر ۱۹۱۲ء کو بلغاریوں نے شتلجہ کے خطوط مدافعت پر صبح کے تین بجے عام دھاوا کیا۔ اور دن بھر شدید گولہ باری ہوتی رہی۔ ناظم پاشا نے بذریعہ تار خبر دی تھی کہ یہ لڑائی غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بعد تک برابر جاری رہی غنیم (بلغاریوں) نے مخصوصیت سے ترکی فوج کے میمنہ اور قلب پر حملہ کیا۔ لیکن ان کو شکست فاش حاصل ہوئی۔ اور ان کے تین توپخانے بالکل تباہ ہو گئے ✣

ایک لاکھ بلغاریوں کا قتل

۲۶ر نومبر ۱۹۱۲ء کو بلغاروی رنگروٹوں کا آخری طبقہ جو زیادہ تر سترہ سترہ سال کے لڑکوں پر مشتمل تھا۔ اور تین ہفتہ کی قواعد آموزی کے بعد میدان جنگ کو بھیج دیا گیا تھا۔ اندازہ لگایا گیا کہ اس جنگ میں ایک لاکھ بلغاروی

یں کمبز کہ ایک اندیشہ ناک ہی تے ہے

ایک ترک افسر کی چٹھی

ایک ترک نے جو جنگ وایزامیں محمود مختار پاشا کے دستے میں شامل تھے لکھا تھا کہ ہم نے ایک معرکہ شدید کے بعد اپنی تلواریں بلغاریوں کی گردنوں میں گھونپ کر ایک جم غفیر کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ ہمارے بھی کثیر التعداد سپاہی شہید و مجروح ہوئے۔ فوج کی حالت نہایت قابل اطمینان تھی۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ آستانہ میں روٹی اور ضروریات خورد ونوش کی کمی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہاں ہر چیز کی افراط ہے۔ جن بلغاروی النسل عثمانی اہالی وہ نے معرکہ قرق کلیسا کے بعد اپنی کور باطنی اور خباثت کا ثبوت دیا تھا۔ انہیں کیفر کردار کو پہنچا دیا گیا۔ ہماری فوج نے کئی باغی طاغی گاؤں کو تباہ کر دیا۔

(آستانہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ) لولی برغاس اور بابا اسکی میں کئی شدید معرکے ہوئے جن میں عثمانی فوج ظفر موج منظفر و منصور رہی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ بہ توفیق ایزدی اسے فتح کامل حاصل ہوگی۔

ولیعہد سلطنت عثمانیہ میدان جنگ میں

ولی عہد سلطنت عثمانیہ شاہزادہ یوسف عزیز الدین ترکی مدبروں کی رائے کے مطابق ترکی فوج کا دل بڑھانے کے واسطے فتنلجہ کے میدان کارزار میں تشریف لے آئے تھے۔ آپ نے ایک ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ فتنلجہ میں ترکی فوج کی معنوی طاقت نہایت قابل اطمینان اور حسب دلخواہ ہے۔ اور اُس پر جنگ کے خاتمہ کی خبر نے اچھا اثر نہیں ڈالا۔ کیونکہ وہ فتح و نصرت کی خواہشمند ہے

۲۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو دولت علیہ عثمانیہ کی وزارت داخلہ نے ۱۸ نومبر ۱۹۱۲ء کو سرکاری طور پر یہ خبر مشتہر کی کہ جو خونریز جنگ شتلجہ کے خطوط مدافعت میں

۔۔ار نومبر ۱۹۱۲ء کی صبح کو شروع ہوئی تھی۔ شام کو موقوف ہوئی۔ غنیم کی وہ فوج جو ہمارے قلب لشکر اور میمنہ کے مقابل تھی سخت ہزیمت کھا کر پسپا ہوئی۔ دولت علیہ کی مظفر و منصور فوج نے دشمن کی تین توپخانہ کی باٹریوں کو تباہ کیا۔

جنبش مغربی کے سپہ سالار نے اطلاع دی ہے کہ اسقورہ کے قرب و جوار میں مسلم کوئی کے معرکہ میں دو یوم تک افواج قاہرہ مصروف پیکار رہیں بالآخر غنیم کو شکست فاش ہوئی۔ بندوقوں اور دیگر ذخائر و آلات حرب کی ایک بہت بڑی مقدار بطور غنیمت ہاتھ آئی۔ دشمن کے پورے ایک ہزار سپاہی قعر ہاویہ میں داخل ہوئے۔ اور ایک ہزار سے زیادہ مجروح ہوئے ترکوں کا کوئی معتدبہ نقصان نہیں ہوا۔

مناستر پر کئی دن تک لڑائی جاری رہی یہ خبر بے بنیاد ہے کہ غنیم نے اس پر قبضہ کر لیا۔ دولت علیہ کی فوج ظفر موج نے فلسیلج کو غنیم سے واپس لے لیا ہے اور اب کامیابی کے ساتھ توزانہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔

بلغاریوں کی خوفناک شکست

قسطنطنیہ کے اخبار العدل نے ۱۹ نومبر کے پرچے میں لکھا کہ ہمیں معتبر سرکاری و نیم سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قشون قاہرہ عثمانیہ نے مختلف اطراف و جہات میں فتوحات عظیم حاصل کیں۔ بلغاریوں نے جب شتلجہ کے قلعوں پر آتش باری کرتے ہوئے بڑھنے کی کوشش کی تو انہیں ایک شکست فاش دی اور ان سے ذخائر رسد و حرب اس کثرت سے لوٹے جو اندازے اور بیان سے باہر ہیں۔ بہت سی توپیں بھی چھین لیں۔ ایک اور مژدہ جانفزا یہ ہے کہ عرب ... گرم پیکار رہے۔ ایک

زبردست اور اس حملہ کو نابیوں پر کر کے انہیں ایک نہایت ہی خوفناک شکست دی اور ان کی فوجی قوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور ان سے فاٹلیج اور قیام کے مقامات واپس لے لیکر سرفیجہ کی طرف پیش قدمی کی۔

ایک اور روح افزا بشارت یہ ہے کہ عثمانی لشکروں نے اسقودرہ میں مانٹی نیگرویوں پر حملہ کر کے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ اور ان سے بہت سے ہتھیار اور سامان جنگ چھین لیا۔ ایک اور خوش خبری مسلمانوں کیلئے یہ ہے۔ کہ عثمانی فوج ظفر موج نے ایڈریانوپل میں قلعوں سے نکل کر دشمنوں پر ایک ایسا زبردست اور تباہ کن حملہ کیا کہ خوف کے مارے بچوں کے بال بھی سفید ہو گئے۔ اور انہیں اُن کے مورچوں سے منتشر کر کے بھگا دیا۔

شتلجہ پر ترکوں کی شاندار مدافعت

۲۳ نومبر ۱۹۱۲ء کو ترکی فوج اور بلغاروی سپاہ میں شتلجہ کے مقام پر نہایت شدت کے ساتھ لڑائی جاری رہی بلغاروی فوج کے جس ڈویژن نے بارکوس کی جانب سے قسنون قاہرہ کے میمنہ پر حملہ کیا تھا۔ اس کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا بحر اسود کے عثمانی بیڑہ نے سخت گولہ باری کی۔ اس معرکہ میں نو ہزار بلغاروی گرفتار ہوئے۔ علاوہ ازیں دونوں مقابل فوجوں کے قلب لشکر میں ایک سخت خونریز معرکہ پیش آیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغاروی فوج کے قلب لشکر کو نہایت ذلیل ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے کہ اٹھارہ توپیں میدان جنگ میں چھوڑ گئے جو ترکوں کیلئے ایک غنیمت غیر مترقبہ تھی۔

سرویوں کا اسباب حرب

عثمانی حکومت نے سرویوں کا اسباب حرب گرفتار کیا تھا۔ اُس کی قیمت کا اندازہ پانچ سو پاؤنڈ لگایا جاتا تھا۔ اور یہ تمام سامان جنگ جو پہاڑی توپوں

المویدنے اپنے ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۲ء کے غیر معمولی ضمیمے میں باسفورس سے
۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء کا مرسلہ برقی پیغام شایع کیا تھا جس میں مرقوم تھا کہ
ایڈریانوپل کے قریب دریاے مرتز پر ایک خونریز جنگ ہوئی جس میں تیس
ہزار بلغاروی سپاہ شریک تھی۔ مگر عثمانی مجاہدین نے اسے شکست فاش
دی۔ ترکوں نے بلغاریوں کی گیارہ توپیں چھین لیں۔ اور ایک کپتان کو
قید کر لیا۔ اور اب ترکی فوج کے جوان بلغاریوں کو دھکیل کر اپنے ملک سے نکالنے
میں مصروف ہیں:: اطراف مالاش۔ کپرچی۔ خلصکوئی۔ اسٹیلی۔ جالی۔ قوق
قاضی کوئی حمیدیہ میں جنگ بڑی شد و مد سے ہوئی۔ بلغاروی تمام جنگوں
میں ہزیمتیں کھا رہے تھے۔ ان معرکوں میں غنیم کی پچاس فی صدی سپاہ تباہ
ہو گئی۔ اور بہت سے ذخایر و اسباب رسد ترکوں کے ہاتھ آئے؛

ایڈریانوپل میں ترکوں کی عظیم الشان فتح

اور بلغاریوں کی اخیری شکست

قسطنطنیہ ۵ر دسمبر ۱۹۱۲ء۔ والی ایڈریانوپل نے اپنے ایک تار مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۱۲ء
میں اطلاع دی۔ کہ دشمن کی تمام جمعیتوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ
۳ر دسمبر کو رات کے وقت ایڈریانوپل پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لیکن ایک
خوفناک قاتلانہ جنگ کے بعد جو چھ گھنٹہ تک جاری رہی دشمن کو شکست کھا کر
پیچھے ہٹنا پڑا؛

عارضی صلح

بلغاریہ - سرویہ - مانٹی نیگرو و یونان نے جس وقت سلطنت عثمانیہ کو طرابلس
کی لڑائی میں پھنسا ہوا پاکر اپنے دوستوں کی خفیہ امدادوں کے بھروسے پر نہایت
بے شرمی اور بے حیائی سے بابعالی کو اس مضمون کا متفقہ نوٹس دیا تھا کہ یا تو
باب عالی مقدونیہ کو آزاد کردے - ورنہ وہ ہم چاروں سے لڑنے کیلئے آمادہ رہے
لیکن سلطنت عثمانیہ کے دانا اور غیرت مند مدبروں نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ
وہ ایک کوڑی کی ریاستوں کے نوٹس پر عمل کر کے اپنے مقبوضہ صوبہ کو خود مختار
کردیں - لہذا انہوں نے نہایت حقارت اور نفرت کے ساتھ بلقانی اتحادیوں کی یادداشت
کو رد کر دیا جس پر بلقانی اتحادی اپنی متفقہ کوشش کیساتھ ٹرکی پر آپڑے - اور ان
میں سے بلغاریہ نے تو یہاں تک ظاہر کردیا کہ وہ چند دنوں میں قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے
سلطان المعظم کو آبنائے باسفورس سے پار اُتار دیگا اور یورپ کو ترکوں کے
قدموں سے پاک کردیگا - لیکن جب ٹرکی کے شیردل سپاہیوں نے بلقانی اتحادیوں
کی فوجوں کا مار مار کر کچومر نکال دیا - تو اس وقت اُن بدبختوں کو ہوش آئی - اور
سوچنے لگے کہ جسطرح ہو سکے بابعالی سے صلح کر لی جائے - چنانچہ خفیہ طور پر یورپ
سے استدعائے مصالحت اس طرح کی کہ خدا کیلئے اور مسیح کیلئے ہمیں بچاؤ -
ہم اور ہمارا لشکر سخت عذاب میں گرفتار ہیں - ترکوں کے فولادی گھونسوں نے
ہمارے ناکوں کو نابود اور ہمارے سروں کو گنجا کر دیا ہے - اگر تم نے بابعالی سے
لیکر ہمارا بچاؤ نہ کیا تو دیکھ لینا ایک دن ترک تمہارا نام صفحۂ ہستی سے حرف غلط
کیطرح مٹا دینگے - بلقانیوں کی یہ گریہ زاری سنکر دل یورپ کو مسیحیت کے
لحاظ سے شاید رحم آجاتا اور وہ بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے - لیکن ٹرکی نے
جو کہ مجسم رحم کہلاتا ہے - اسوقت جبکہ بلقانیوں نے اس سے صلح کی درخواست

ی۔ اسنے اپنی خلق و رحم کو کام میں لاکر جو انکے اخلاق کا مایۂ ناز تھا حکم دیا کہ بلقانی اپنی شرائط صلح پیش کریں ؛

لیکن باوجود اس قدر شکستوں اور پے درپے کی ہزیمتوں اور ساتھ ہی یورپ سے گڑگڑا کر استدعائے مصالحت کرنیکے یورپ کی امداد کے بھروسے پر بلقانی اتحادیوں نے اس خیال سے کہ انکی ناک نہ کٹ جائے۔ اور انکے ماتھے پر سیاہی کا ٹیکا نہ لگے۔ باب عالی کو ان شرائط کے ساتھ صلح کرنیکے لئے کہا جو مندرجہ ذیل ہیں ؛

شرائط صلح

(۱) ترک ایڈریانوپل اور سقوطری ان کے حوالے کر دیں۔

(۲) بحیرہ اسود سے اب ترکی بیڑہ کو اٹھالیں۔

(۳) چتلجہ کیطرف تازہ ترکی فوج بھیجنا بند کر دیں۔

(۴) قلعے اور فوج بنانے کا کام روک دیں۔

یہ شرائط صلح تھیں کہ جو بلغاریہ نے سرویہ مانٹی نیگر کے ایما سے ٹرکی کے پیش کیں۔ لیکن بابعالی نے بلقانی اتحادیوں کی ان شرائط کو نہایت حقارت و نفرت سے رد کر دیا۔ اور ناظم پاشا سپہ سالار عساکر عثمانیہ کو حکم بھیجدیا۔ کہ وہ جنگ کو بدستور جاری رکھیں۔ اور بلقانیوں کو پوری پوری سزائیں دیں ؛

لیکن جب بلغاریہ کو معلوم ہوا کہ بابعالی نے تو انکی شرائط کو نہایت حقارت اور نفرت سے رد کر کے اپنے سپہ سالار کو جنگ کے جاری رکھنے کا حکم بھیجدیا ہے تو اسنے نہایت عاجزی کیساتھ باب عالی سے یہ التماس کی کہ شاید باب عالی نے ہماری شرائط کو الٹیمیٹم کیطرح خیال فرمالیا ہے۔ کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ بلغاریہ ضرور ہی ان شرائط کو منظور کرنے پر صلح کریگا۔ لیکن ایسا نہیں

منظور نہ ہوں تو وہ جس طرح چاہے شرائط پیش کرے - ان پر غور کیا جائیگا

چنانچہ ٹرکی نے یہ شرائط پیش کیں ؛

(۱) عارضی صلح کی میعاد آٹھ دن ہو -

(۲) عارضی صلح کے دوران میں فریقین کی حالت وہی رہے - جو صلح نامہ پر دستخط ثبت کرنے کے وقت ہو -

(۳) ٹرک ان شہروں میں جن کا بلقانیوں نے محاصرہ کر رکھا ہے - ذخائر رسد بھیج دیں ؛

یہ تین شرائط تھیں جو باب عالی نے پیش کیں - ان شرائط کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شرائط اسی فریق کی طرف سے پیش ہو سکتی ہے - جو اپنے مد مقابل کو نیچا دکھا چکے ہوں - اور اگر ٹرک (جیسا کہ بعض یورپین اخبارات ظاہر کرتے رہے ہیں) دبے ہوئے ہوتے - تو کیا یہ ممکن تھا کہ انکی طرف سے یہ شرط پیش ہو سکتی کہ وہ آٹھ دن کیلئے صلح کے طالب ہوں اور ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیں کہ انہیں ایڈریانوپل اور سقوطری وغیرہ میں وہاں کی فوج محافظ کیلئے رسد کے ذخیرے بھیجنے کا حق ہوگا جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اگر آٹھ دن کے بعد مستقل صلح نہ ہو تو ایڈریانوپل اور سقوطری اور دوسرے مقامات کی فوجیں رسد پہنچنے کی وجہ سے تازہ دم ہو کر بلقانیوں کی چھاتی پر پہلے سے بھی زیادہ خشونت کے ساتھ مونگ دلنے کے قابل ہو جائیں ؛

باب عالی کی شرائط صلح کو معلوم کر کے بلغاریہ اور اسکے ہم نواؤں نے بقول ریوٹر استدعا کی تھی کہ انہیں ۴۸ گھنٹے کی مہلت ان پر غور کرنیکے لئے دی جائے - چنانچہ انہوں نے اس پر بڑی بحث کی جسپر بقول ریوٹر ۴ دسمبر ۱۹۱۲ء کو [illegible] کے دستخط ثبت ہوگئے - اور چند یوم کیلئے اس خونریز

لیکن اس عارضی صلح میں یونان شریک نہ ہوا۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اپنے
دیگر اتحادیوں کو بھی صلح سے باز رکھے۔ مگر وہ کیا کرتے کہاں تک صبر کرتے:
ترکوں نے تو انکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ لاچار و مجبور انہوں نے عارضی صلح
کے شرائط طے کر کے چند دن کی مہلت مانگ لی۔ یونان جو کہ ۱۸۹۷ء میں ترکی
کا ہاتھ دیکھ چکا ہے۔ کہ جسنے ایک ہی حملہ میں اسکا تہس نہس کر دیا تھا
اب پھر اپنی فوج کے بندگان بے گناہ کو کٹوانے اور مروانے کی خواہش رکھتا
ہے۔ ترک عنقریب یونان کو ایک ایسی زبردست شکست دینگے کہ جس سے
یونانیوں کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگا۔ انشاء اللہ۔

مصالحت کی کانفرنس

یورپین طاقتوں نے جب دیکھا کہ بلقانی اتحادیوں کا کچومر نکلا جا رہا ہے۔ اور
ترکی کے شیر دل بہادر بلقانیوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ تو انہوں
نے مل جلکر یہ تجویز کی کہ ایک مصالحت کی کانفرنس لنڈن میں کی جائے۔ اور
اس میں فریقین اپنے اپنے وکلا کو بطور اپنے قائمقام کے روانہ کریں۔ چنانچہ صلح
کی کانفرنس کے لئے لنڈن میں ترکی اور بلقانی اتحادیوں کے وکلا پہنچ گئے۔ اور
بڑی شد و مد سے شرائط صلح پر بحث ہوتی رہی۔ بلقانی اس شرط پر اڑے
ہوئے تھے کہ ایڈریانوپل ضرور انکے حوالے کیا جائے۔ لیکن ترکی وکلا نے جیسا کہ
ریوٹر کے تار مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء سے ظاہر ہوتا ہے جواب دیا کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی شرائط پر توجہ نہیں
کر سکتے کہ جس سے ترکی کی چپہ بھر زمین بھی اسکے علاقہ سے نکل جائے۔ ترکی وکلا نے کہا
کہ ہم خودکشی کرنے کیلئے یہاں موجود نہیں ہیں بلکہ اپنے رعب اور اپنی حکومت کا زور دکھا

ناموران جنگ بلقان

حضرت ناظم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ

حضرت ناظم پاشا قسطنطنیہ کے ایک مشہور و معزز خاندان کے روشن چراغ ہیں۔ آپ نے مذہبی و دینی تعلیم سے فارغ ہو کر فرانس کے ایک فوجی مدرسہ واقع سینٹ کامیبڑی میں علوم و فنون جنگ کی تعلیم حاصل کی۔ اور وہاں سے واپس آکر افواج عثمانی میں ابتداءً درجہ تحتانی کے افسر مقرر ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے مدارج اعلیٰ پر فایز ہوتے رہے جن کا آپ کی غیر معمولی قابلیتوں نے آپ کو پوری طرح سے اہل ثابت کیا حضرت ناظم پاشا ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس میں بھی اپنی فوجی اور جنگی قابلیت کا نمایاں ثبوت دے چکے ہیں۔ چنانچہ رجب پاشا نے آپ کو اپنے اسٹاف کا افسر بنا دیا جنگ سے فراغت پانے کے بعد آپ نوجوان ترکوں کی کمیٹی کے ممبر بن گئے۔ مگر اس قصور کی پاداش میں آپ کو ایک قلعہ میں پانچ سال تک نظر بند رہنا پڑا۔ سلطان عبد الحمید خاں کے عہد حکومت میں ولایت ہائے ارض روم میں عرصۂ دراز تک اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہے اور سنہ ۱۹۱۰ء میں آپ بغداد کے حاکم اعلیٰ یعنی گورنر مقرر ہوئے۔ گذشتہ ماہ جولائی میں آپ وزیر جنگ مقرر کیے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بغداد سے روانہ ہو کر آپ سیدھے بمبئی تشریف لائے تھے۔ اور یہاں چند روز قیام فرما کر قسطنطنیہ چلے گئے تھے۔

حضرت ناظم پاشا اس خیال کے خصوصیت سے دلدادہ ہیں کہ سپہ سالار اور وزیر جنگ

کے عہدے ایک ہی شخص کی ذات میں ضم کر دیئے جا ہیں۔ چنانچہ آپ کی یہ آرزو
جنگ بلقان کے موقع پر بر آئی۔ اور آپ حسب ارادہ سلطانی مجریہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء
وزارت جنگ کی کرسی سے بلغاریوں کے مقابلہ پر ایڈریانوپل میں افواج قاہرہ عثمانیہ
کے سپہ سالار مقرر کر کے بھیجے گئے۔ یکم نومبر ۱۹۱۲ء کو ریوٹر نے دنیا میں یہ خبر مشہور کر دی
تھی کہ ناظم پاشا ۳۰۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ مگر آپ بفضلہ
تعالیٰ اس وقت تک صحیح و سالم موجود ہیں۔ اور بلغاریوں کی سرکوبی میں اپنی
خداداد قابلیت سے کام لے کر ترکی تلوار کا از سر نو سکہ بٹھا رہے ہیں۔ ہندوستان
میں ایک خیال پھیلا ہوا ہے۔ کہ جس شخص کی خبر وفات جھوٹی مشہور ہو جایا کرتی ہے
خدا اسکی عمر بڑھا دیتا ہے۔ اگر اس خیال کو عقاید میں بھی کچھ دخل ہو سکتا ہے۔ تو
ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ناظم پاشا ابھی عرصۂ دراز تک زندہ و سلامت رہیں گے
اور خدا ان کے ہاتھ سے بلقانی اتحادیوں کو بالکل تباہ و برباد کرا دے گا۔ حضرت ناظم پاشا
کے سینے میں ایسا مضبوط دل ہے۔ جسکو حوادث روزگار کے گوناگون کوائف مطلق
مایوس اور ناامید نہیں ہونے دیتے۔ بلغاریوں کی ابتدائی فتوحات سے آپ کے عزم
راسخ اور ہمت مردانہ میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ بلکہ آپ نے اس پیرانہ سالی اور
ضعیفی کے باوجود بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۱۲ء کو باب عالی کو یہ اطلاع دی تھی کہ عثمانی
فوج ظفر موج کے افسروں اور سپاہیوں نے عزم بالجزم کر لیا ہے۔ کہ ہم آخری
وقت تک لڑتے جائیں گے۔ اور ہم نے اپنی زندگی کا مقولہ ان دو لفظوں کو
قرار دے لیا ہے۔ کہ موت یا فتح ناظم پاشا کا یہ دعوےٰ محض زبانی یا لفظی نہیں
تھا۔ بلکہ انہوں نے اس عمل کر کے دکھا دیا۔ اور بلغاریوں کو برابر شکستیں دیں۔
حضرت ناظم پاشا جسطرح تلوار کے دھنی ہیں۔ اسی طرح انکا قلم بھی زور شور

خاص شہرت حاصل کر چکی ہے - فوج اور رعایا کے دل میں آپ کی خاص وقعت وعظمت ہے - ہماری اور تمام مسلمانوں کی دعا ہے کہ خدا اس چونسٹھ سال کے بوڑھے سپہ سالار کو جو اپنا عیش و آرام چھوڑ کر میدان جنگ میں افواج قاہرہ کی سپہ سالاری کا نہایت اہم اور نازک فرض انجام دے رہا ہے - مظفر و منصور کرے اور جنگ بلقان کی کامیابی کا سہرا اس کے سر رکھے - آمین ثم آمین * دیکھو تصویر صفحہ نمبر

غازی محمود مختار پاشا

غازی محمود مختار پاشا حضرت غازی احمد مختار پاشا سابق صدر اعظم دولت عثمانیہ کے فرزند ارجمند ہیں - غازی احمد مختار پاشا جنگ کریمیا اور جنگ روم و روس کے آزمودہ کار سپاہی ہیں ان کی شجاعت کے تذکرے قلمرو ے عثمانیہ میں بچے بچے کی زبان پر ہیں - غازی محمود پاشا کو شجاعت و شہامت ورثہ میں ملی ہے آپ قسطنطنیہ کے جنگی کالج میں کئی سال تک داخل رہنے کے بعد علوم و فنون حرب کی اعلی التعلیم حاصل کرنے کے لئے جرمنی تشریف لیگئے - آپ فن حرب کا اعلی امتحان پاس کئے ہوئے ہیں - آغاز جنگ بلقان کے موقع پر اپنے اصل عہدہ نظارت بحریہ سے دست بردار ہو کر بلغاریوں کے مقابلے پر ایڈریانوپل کے جنود عثمانیہ میں ایک کمان افسر کی حیثیت سے شامل ہو گئے - ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو بلغاریوں نے قرق کلیسا پر جو شدید حملہ کیا تھا - اسکے مقابلے کے لئے ترکی فوجیں غازی محمود مختار پاشا ہی کی ماتحتی میں روانہ کی گئی تھیں - مقام قرق کلیسا پر بلغاریوں سے ترکوں کا ابتدائی خونریز معرکہ ہوا تھا - اور غازی محمود مختار پاشا ایسی حالت میں فوجیں لے کر بڑھے تھے کہ آسمان پر گہری گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور موسلا دھار مینہ برس رہا تھا - غازی محمود مختار پاشا اور ان کی جرار سپاہ تمام رات ڈوبتی

تیزی سے سفر کرتی رہی۔ اور پہنچنے کے قریب اُسے بلغاریوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر اس وقت غازی محمود مختار پاشا کے بجائے کوئی اور کمان افسر ہوتا تو نہ صرف خود لڑائی سے جی چُرا جاتا بلکہ خستہ و ماندہ اور پانی میں شور بور سپاہیوں سے بھی قطعاً کام نہ لے سکتا۔ مگر غازی ممدوح کی ہمت مردانہ نے اس نازک موقع پر اپنی مسلمہ جانبازانہ سرگرمی سے کام لیا۔ اور اپنی افواج قاہرہ کو بلغاریوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا غازی محمود مختار پاشا کا خیال تھا کہ قرق کلیسا میں بلغاروی لشکر کی حیثیت ایک معمولی مقدمۃ الجیش سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر فی الحقیقت اس کی تعداد توقع سے بہت زیادہ نکلی۔ لیکن غازی محمود پاشا نے اس زیادتی کی مطلق پروا نہ کی۔ ان کی فوج قاہرہ کے سپاہی بلغاریوں پر بے جگری سے ٹوٹ پڑے۔ اس لڑائی کی چشم دید کیفیت جرمن ریڈ کراس سوسائٹی کے ایک ممبر نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ان الفاظ میں بیان کی تھی۔

آخری شبخون جو قرق کلیسا پر تاکستانوں کی راہ سے مارا گیا۔ نہایت ہی خوفناک تھا۔ لڑائی دست بدست ہوئی جس میں سنگین۔ رائفلوں کے کندے۔ تلواریں۔ خنجر چاقو۔ یہاں تک کہ کلہاڑیاں استعمال میں لائی گئیں۔ یہ خونی منظر قمقموں کی برقی روشنی میں صاف نظر آرہا تھا۔ تاکستان سے گزر کر بلغاریوں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ وہ رہ رہ کر سخت نقصان سے پسپا ہوئے۔ مگر انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ انکی آخری کوشش رات کے گیارہ بجے شروع ہوئی۔ بلغاروی سپاہیوں کو گولی چلانے کی ممانعت تھی۔ حکم تھا کہ صرف سنگینوں سے کام لیا جائے۔ ترک بلغاروی حملوں کا برابر ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہے۔

ناظرین کرام مندرجہ بالا سطور سے بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ غازی محمود مختار

گیا۔ مگر افسوس ہے کہ ترکی فوج کے غدار اور مکار عیسائی سپاہی تنت کے موقع پر ہتھیار ڈال کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اس طرز عمل سے ترکی فوج میں ابتری اور سراسیمگی پھیل گئی۔ لیکن غازی محمود پاشا پھر بھی ثابت قدمی سے میدان میں ڈٹے رہے۔ اور اپنے اوسان بجا رکھ کر ہتھیار ڈالنے اور راہ فرار اختیار کرنے والے سپاہیوں کو طمنچہ سے اڑانا شروع کر دیا۔ مگر چونکہ عیسائیوں کے فرار نے ترکی فوج کا شیرازہ درہم برہم کر دیا تھا۔ اس لئے غازی ممدوح کو مجبوراً فوج کے پسپا ہونے کا حکم صادر کرنا پڑا۔ اگر بدبخت عیسائی سپاہی عین وقت پر دغا دے جاتے تو غازی محمود مختار پاشا کو قرق کلیسا میں ایک شاندار اور نمایاں فتح حاصل ہوتی۔ دستوری حکومت کے قیام کے بعد نوجوان ترکوں کو اس جنگ میں یہ عبرت آموز سبق مل گیا ہے کہ عیسائیوں کو حقوق مساوات دینا کس قدر خطرناک بات ہے۔ تاہم موجودہ حالت میں بھی غازی ممدوح کی یہ خونریز نبرد آزمائی اور شجاعانہ جانبازی تاریخ عثمانی میں سرخ روشنائی سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ معرکہ قرق کلیسا کے بعد غازی محمود مختار پاشا کی فوج نے ایڈریانوپل اور شتلجہ کے درمیان بلغاریوں کو کئی مقامات پر سخت شکستیں دی ہیں۔ حال میں ناظم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ نے بلغاریوں کو بمقام شتلجہ جو خوفناک اور تباہ کن ہزیمت دی ہے۔ اس میں غازی محمود مختار پاشا کی مساعی کا بھی غالب عنصر شامل ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا اس نامور ترکی جرنیل کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔ آمین۔ دیکھو تصویر صفحہ نمبر

جرنیل عبداللہ پاشا کمان افسر ایڈریانوپل

جرنیل عبداللہ پاشا ایک تجربہ کار اور نہایت زیرک و دانا جنگی افسر ہیں۔ آپ عصر حمیدی کے منظور نظر افراد میں شمار کئے جاتے تھے۔ سابق سلطان عبدالحمید خان [illegible]

پاشا کو بہت عزیز رکھتے اور آپ کی خاص خاطر کرتے تھے۔ دستوری حکومت کے قیام
کے بعد عبداللہ پاشا نے مقام ارزنجان پر چوتھے لشکر کے کمان افسر ہونے کی حیثیت
سے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ آپ اُس وقت مارشل لشکری پاشا کے قائم مقام
تھے۔ کردوں کی بے قاعدہ جمعیتوں کی روک تھام کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر جنرل
عبداللہ پاشا نے اپنے خداداد تدبر و فراست سے انہیں اپنی جگہ سے نہ جنبش کرنے دیا۔ اور
اپنے عہدے کے نازک فرائض کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اور ایسی
عزت حاصل کر لی جس کی بدولت آپ طرعت پاشا کی جگہ البانیہ میں گورنر جنرل اور
سپہ سالاری کے عہدے پر مقرر کئے جانے کے مستحق سمجھے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں وان در غولتز
پاشا کی زیر نگرانی ایڈریانوپل کے جنوب میں ایک عظیم الشان مصنوعی جنگ کا اہتمام
کیا گیا تھا جس میں ایک فریق کی کمان عبداللہ پاشا کے سپرد کی گئی تھی۔ بیان کیا جاتا
ہے کہ آپ نے کثیر التعداد فوجی جمعیتوں کی سپہ سالاری کا کام نہایت محنت و قابلیت
سے انجام دیا ہے ؛

غازی محمود شوکت پاشا کے مستعفی ہو جانے کے بعد وزارت جنگ کے لئے عبداللہ
پاشا کا نام نامی بھی لیا جاتا تھا۔ آپ حسب ارادۂ سلطانی جنگ بلقان میں ایڈریانوپل
کی فوج کے سپہ سالار مقرر کر کے بھیجے گئے۔ جب قرق کلیسا کی جنگ میں عیسائی سپاہیوں
کے ہتھیار ڈال دینے کی وجہ سے افواج عثمانیہ میں ابتری پھیل گئی تھی تو آپ نے
فوجی نظام و ترتیب قائم رکھنے میں خاص قابلیت کا ثبوت دیا تھا۔ ایڈریانوپل کی
محصوریت اور بلقانی اتحادیوں کے پایہ تختوں سے خانہ ساز خبریں آنے کی وجہ
سے مسلمان کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ مگر عبداللہ پاشا کے لشکر جرار نے
چھتیس گھنٹے کی مسلسل و متواتر اور سخت خونریز جنگ کے بعد بلغاریوں کو شکست

ایڈریانوپل نے بلغاریوں کی شکست اور ترکوں کی شاندار فتح کو جن الفاظ میں بیان کیا تھا وہ یہ ہیں:

قسطنطنیہ ۹ نومبر ۱۹۱۲ء کو والی ایڈریانوپل بیان کرتے ہیں کہ ایک سخت مہلک اور خونریز جنگ کے بعد جو چھتیس گھنٹہ تک مسلسل جاری رہ کر کل ختم ہوئی ترکوں کو ایک ایسی زبردست فتح حاصل ہوئی جو تاریخ عثمانی کے سب سے زیادہ زریں اور شاندار کارناموں میں جگہ پانے کے قابل ہے۔ والی ممدوح بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے خوفناک سنگین کے حملے بلغاریوں پر کئے۔ جن کی تاب نہ لاکر بلغاری بحالت تباہ بھاگ گئے اور بہت بڑے ذخیرے بندوقوں اور گولی بارود کے ترکوں کے ہاتھ آئے۔

ایڈریانوپل میں ترکوں کو جو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ عبداللہ پاشا ہی کی سرگرم اور مدبرانہ جنگی مساعی کا نتیجہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ العزیز عبداللہ پاشا کا جرار لشکر بلغاریوں کو ایسا تادیبی سبق دے گا جس کو وہ مدت العمر فراموش نہ کر سکیں گے۔ اور عبداللہ پاشا خالد ثانی ثابت ہوں گے۔

خاتمہ

الحمدللہ کہ حصہ اول تاریخ جنگ بلقان معہ حالات آل عثمان بخیر خوبی ختم ہوا۔ دوسرا حصہ انشاء اللہ العزیز جنگ کے ختم ہونے یا اگر جنگ زیادہ دیر تک رہا تو پہلے ہی معہ اُن حالات کے جو درج شدہ حالات کے بعد ہونگے مرتب کر کے طبع کیا جائیگا جس کے لئے ناظرین والا کرام کو ابھی سے درخواستیں بھیج دینی چاہئیں تاکہ دوسرا حصہ طبع ہوتے ہی اُنکی خدمت میں بھیج دیا جائے۔ والسلام۔

جنرل [illegible] قریشی بک ایجنسی لاہور

مختصر فہرست موجودہ تصنیفات اکیڈمی ادبی مجلس لاہور

تاریخ خلفائے عرب و اسلام

اس کتاب میں علامہ مصنف نے نہایت محنت سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کے کل مسلمان بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ ہر ایک بادشاہ کا نام مع تاریخ ولادت اور سن جلوس اور سن وفات اور اس کے عہد کے مشہور واقعات فتوحات جنگ وغیرہ درج کئے ہیں۔ اکثر سلاطین کا پورا پورا شجرہ نسب بھی دیا گیا ہے۔ عرب روم افریقہ و دیگر بلاد اسلامیہ کے سلاطین کے مکمل حالات بیان کرنے کے بعد ہندوستان کے ان تمام بادشاہوں کا حال سلسلہ وار درج کیا ہے۔ جو یکے بعد دیگرے حکومت کرتے چلے آئے تھے۔ ہر ایک بادشاہ کے زمانے میں جو جو صاحب کمال گذرا ہے۔ اس کا نام مع اس کے کمال کے مفصل تحریر کیا گیا ہے۔ اخیر میں کل روئے زمین کا حال درج کیا گیا ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ کل روئے زمین کا رقبہ کتنا ہے۔ اور اس میں کتنی آبادی ہے۔ اور کتنا رقبہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اور باقی کتنا کتنا دیگر مذاہب کے قبضے میں ہے۔ اس کے بعد حال کے تمام بادشاہوں کے نام جو اس وقت اپنے اپنے ملکوں پر قابض ہیں۔ مع ان کے دارالخلافوں کے ناموں اور ان کی آبادی کے لکھے گئے ہیں۔ غرضکہ یہ کتاب روئے زمین کے بادشاہوں کی ایک بے نظیر تاریخ ہے۔ حجم ۲۳۲ صفحہ قیمت صرف (دو روپیہ) ۔

تاریخ خاندان عثمانیہ

ابتدائے عہد سے اس مبارک و مظفر خاندان کی مفصل تاریخ جدید اصول تاریخ نویسی کے مطابق مبصرین کی رائے ہے کہ گذشتہ سو سال میں اس پایہ کی کوئی اسلامی تاریخ کسی اسلامی ملک میں آجتک نہیں لکھی گئی۔ جلد اول قیمت عہ۔ جلد دوم ؏ ۔ کل للعہ ر

واقعات روم

ایک امریکن منصف مزاج کی تالیف کا ترجمہ معہ حواشی ہے اس میں سلطنت عثمانیہ کے ہر صیغہ کے ترقیات کا سلسلہ وار بیان ہے قیمت ۱۲

ٹرکی کی موجودہ حالت اور اسکی باجگذار ریاستیں

اس میں سلطنت عثمانیہ کے ہر حصہ کے مفصل حالات کے علاوہ۔ مصر۔ ٹونس۔ بلگیریا۔

بوسنیا۔ ہرزیگوینہ۔ قبرس وطرابلس الغرب وغیرہ کی موجودہ کیفیت مع تشریح ضوابط وآئین درج ہے۔ طبع (۲) ضخامت تقریباً دوگنی ہوگئی ہے۔ قیمت عـہ

محاربات تفصیلی

یعنی محاربہ روم ویونان، ورازشل ادہم پاشا کے کارنامے معہ حالات جنگ سوڈان ومحاربہ تیراہ وچہنیہ وتاریخ تحریک وتجویز بغداد حجاز ریلوے تین حصوں میں معہ تصاویر ضخامت ہزار صفحے کے قریب ہے طبع دوم قیمت صرف تین روپے پندرہ ۱۵ آنے ـــــہ

تاریخ مراکو ومغرب الاقصیٰ

مراکو کے حالات معلوم کرنے کا آج کل کس کو شوق نہیں یہ کتاب اردو زبان میں اسکی پہلی جامع ومانع تاریخ ہے

قیمت حصہ اول عـہ حصہ دوم وحصہ سوم عـہ

حالات اسنبول وقسطنطنیہ

اسلامی دارالخلافہ ترکوں کی معاشرت اور اسلامی دربار کے ضوابط مراسم کا دلفریب مرقع ہے قیمت عـہ

تاریخ ایران

مؤلفہ بنجمن صاحب امریکن سفیر دربار ایران کا اردو ترجمہ
قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عـہ)

سفرنامہ ایران

مصنفہ جنرل گارڈن کا اردو ترجمہ۔ قیمت ایک روپیہ (عـہ)

ایک ترک کا روزنامچہ

یعنی خالد خلیل ترکی پروفیسر اکسفورڈ یونیورسٹی کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ جس میں ینگ ٹرکش پارٹی کے ایک سرکردہ ممبر کی غلط بیانیوں کی بھی کافی تردید ساتھ کردی گئی ہے۔ خالد خلیل وہی شخص ہے جس نے نزاع طابہ کے دوران میں ثابت کردیا تھا کہ وہ سلطان سے گو کیسا ہی ناراض ہے۔ لیکن ملکی غیرت کا اسے کچھ کم پاس نہیں ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عـہ)

تاریخ عرب وعراق

پادری ادیمر کی کتاب کا اردو ترجمہ جس سے بیشمار تاریخی حالات سے علاوہ ان مساعی کا بھی علم ہوجاتا ہے جو مسیحی پادری عرب میں اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے سالہا سال سے کررہے ہیں قیمت (عـہ)

قوم ترک

اس میں قوم ترک کے مفصل حالات رسوم وعادات اور طرز معاشرت اور اس کی خصوصیات کا مکمل بیان نہایت دلچسپ پیرایہ میں درج ہے۔ کتاب بجد مفید بالتصویر ہے۔ قیمت دو روپیہ (عـہ)

جدید ترکی دور

نئے ترکی دور حکومت کی سچی تاریخ معہ اُن مباحثات کے جو وطن اور مصرو آستانہ کے عربی ترکی اخبارات کے مابین پچھلے انقلاب کی بابت ہوئے - قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

تاریخ افاغنہ

حضرت آدمؑ سے لیکر ہز میجسٹی امیر حبیب اللہ خاں خلد اللہ ملکہ کے عہد تک معہ نسب نامہ افاغنہ و حالات افغان اولیائے کرام دو حصوں میں قیمت ہر دو حصہ دو روپیہ (عہ)

تحفۂ عدن

اِس کتاب جسے حال میں سید حمیلے شاہ صاحب نے تالیف کیا ہے۔ نام کو متعلق ہے - لیکن درحقیقت عدن - یمن - سومالی لینڈ اور دیگر ملحقہ اسلامی علاقوں کے باشندوں کی موجودہ حالت - ان کے اخلاق اور تاریخ کا دلفریب مرقع اور اسلام و مسیحیت کا دلچسپ موازنہ ہے - قیمت حصہ اوّل (عہ)

تاریخ جاپان

اس فخر ایشیا ملک کی پہلی تاریخ ہے - اور اردو زبان میں ہے - باتصویر معہ حالات زمین دوز جہازات - قیمت آٹھ آنہ (۸ر)

تاریخ مصر

ابتدائے عہد سے باتصویر - قیمت صرف چھ آنہ (۶ر)

حیات صلاح الدین

سلطان صلاح الدین ایوبی فرمانروائے مصر و شام فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری - یہ وہ جوانمرد سلطان تھا جسنے عرصہ دراز تک تمام یورپ کے خونخوار صلیبی حملوں کا کمال استقلال سے مقابلہ کیا - اور مسلمانوں کو وحشت و غارتگری کی دست برد سے بہت کچھ بچایا تالیف مولوی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر چودھویں صدی - قیمت دو روپیہ (عہ)

مجربات شیخ سنوسی

سیدی شیخ سنوسی حسنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نام نامی و اسم گرامی تمام علماء عرب و عجم کے مجالس علمیہ میں بڑے شان و شکوہ عزو وقار سے لیا جاتا ہے - کروڑہا عرب ان کے خاندان کے حلقہ بگوش ہیں - بلاد عرب کے چپہ چپہ پر زوایائے سنوسیہ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے - اور ہر ایک زاویہ میں مشائخ سنوسیہ سے ایک واجب التکریم شیخ موجود ہے - جو اپنی علمی و عملی جد و جہد سے مسلمانان عرب کو مستفید کرتا رہتا ہے - یہ کتاب آپ کی تالیفات و تعلیمات بلکہ شریعت پاک مصطفویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا عطر خلاصہ ہے - جسے فوائد شریفہ اسرار منیفہ اور ذخائر لطیفہ کا خزینہ کہنا بجا ہے - جو خدا تعالےٰ

نے آپ پر القا کئے۔ اور آپ نے اپنے حلقہ کے مشائخ اور مریدوں۔ دوستوں اور عام مسلمانوں کو بتائے خود تجربہ کر کے نہایت ہی صحیح اور مفید پائے۔ اس میں بہت سے اوراد عملیات وظائف ادعیہ اذکار و معالجات روحانیہ بیان کئے گئے ہیں۔ جو انسان کی روزانہ حاجات کیلئے ازبس کارگر اور مفید ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلے۔ قیمت (۸ر)

ارشاد الطالبین اُردو

تالیفات عالم بے بدل فاضل بے مثل جامع معقول منقول حاوی فروع اصول حضرت مولینا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی عثمانی حنفی مجددی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ جس سے آپ کا مقصود یہ تھا۔ کہ لوگ ولایت کی حقیقت معلوم کریں۔ اور اس میں افراط تفریط اور تقصیر سے پرہیز کریں۔ یہ کتاب پانچ مقاموں پر منقسم ہے۔ مقام اول ولایت کے ثبوت اور اس کے متعلقات میں۔ مقام دوم اُن آداب کے بیان میں جو ناقص لوگوں اور مریدوں کو لازم ہیں۔ مقام سوم مرشدوں کے آداب میں۔ مقام پنجم قرب الٰہی کے مراتب پر پہونچنے اور پہونچانے کے بیان میں۔ غرضیکہ کتاب ہر پہلو سے قابل تعریف ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلے قیمت صرف (۸ر)

تاریخ بغداد

یہ ایک تاریخی کتاب ہے جو قابل فخر گریجوایٹ پنجاب خواجہ محمد عباد اللہ صاحب اختر بی۔ اے نے نہایت قابلیت سے لکھی ہے۔ اسمیں قادر القلم مولف نے باطنی محاسن کے علاوہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ظاہری نقش و نگار شاعرانہ تلازم۔ تشبیہات۔ استعارات کو مدنظر رکھا ہے۔ اس پر لطف یہ کہ عام فہمی اور سلاست کا بھی نقش بگڑنے نہیں دیا۔ آجتک دولت عباسیہ کے اس مشہور و پُر شوکت دار الخلافہ کے متعلق کوئی خاص تاریخ ایسی مبسوط نہیں لکھی گئی۔ سب سے زیادہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ مولف علام نے لکیر کا ہی فقیر بننا نہیں چاہا بلکہ تحقیق و تجربے سے سربرآوردہ علمائے تاریخ سے بعض مقامات پر نہایت مدلل طور سے اختلاف رائے بھی کیا ہے جو ایک بیدار مغز مولف کا فرض ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تاریخی کتاب عام طور پر نہایت اہم اور ضروری پہلوؤں پر روشنی ڈالنے میں بے نظیر ہے۔ اور بعض بعض پوائنٹ اس قدر گہرے خیالات پر مبنی ہیں جنہیں ایک معاملہ فہم دل و دماغ رکھنے والا عشق عشق کر اٹھتا ہے قیمت صرف (۱۲ر) ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ

جنرل [illegible] قریشی بک ایجنسی لاہور

یہ تاریخ مسلمانان اسپین (اندلس) جسمیں انکی ترقی اور تنزل کے مفصل حالات درج ہیں انگریزی سے اردو ترجمہ ہو کر نہایت خوش اسلوبی سے چھپ گئی ہے اس کتاب کے ۱۴ ابواب ہیں پہلے دس باب میں مسلمانوں کی ترقیات فتوحات طرز حکومت جاہ وثروت - اندلس کی ترقی - رعایائے اسلام کی بہبودی و سرسبزی کا سچا اور صحیح صحیح نقشہ کھینچا ہے - اور پچھلے چار باب میں عیسائیونکے بیرحمانہ حملوں سے چمن اسلام کے سرسبز اور بارآور پودوں کی تباہی کا بیان نہایت دردآمیز اور سچے واقعات سے قلمبند کیا گیا ہے افسوس ہندوستان بھر میں یہی ایک اردو کتاب چھپی ہے جس سے مسلمانان اسپین کے جزو سے کل تک کے حالات ملسکتے ہیں - ان تمام حالات کو پڑھتے پڑھتے انکے ساتھ آپکو بہت سی اسلامی یادگاریں (عمارتیں) بحالت خستہ دکھائی دینگی - جنکے فوٹو (نقشے) نہایت وقت سے بہم پہنچا کر ساتھ چھاپے گئے ہیں وہ مسلمان جو قومی محبت میں سرشار ہیں اور اپنے اسلاف کے گذشتہ کارناموں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں - انکا فرض ہے کہ اس بینظیر کتاب کا ضرور مطالعہ کریں اور وہ ہمدرد جو اب تک دہلی مرحوم کی حالت زار پر دونوں آنکھوں سے رو رہے ہیں انکو چاہئے کہ اب ایک آنکھ اسپین کیلئے وقف کریں ہر ایک اسلامی مجلس ہر ایک محمڈن سوسائٹی ہر ایک علمی انجمن - ہر ایک لائبریری کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خریدے یہ کتاب ۲۲۸ صفحہ مع نقشجات کی ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چھپی ہے - قیمت (عہ/)

المشتہر

جنگ طرابلس کے چشم دید حالات (حصہ اول)

(معہ تصاویر سلطان المعظم و غازی انور بے و نقشہ شہر طرابلس)

جس میں جنگ اٹلی و ٹرکی کے چشم دید حالات تاریخوار شروع سے اخیر فروری ۱۹۱۲ء تک نہایت معتبر ذرائع سے اُن نامہ نگاروں کے لکھے ہوئے جو خود میدان جنگ میں شریک تھے درج کئے گئے ہیں۔ اخبار زمیندار لاہور۔ پیسہ اخبار۔ مسلم گزٹ لکھنو۔ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ سراج الاخبار۔ المشیر۔ المنیر۔ رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ کشمیری میگزین۔ انوار الصوفیہ رہنمائے تعلیم وغیرہ وغیرہ ملک کے مشہور و معروف اردو اخباروں اور رسالوں نے اس کی عمدہ عمدہ رائیں لکھی ہیں۔ قیمت صرف ۶؍ معہ محصولڈاک۔

جنگ طرابلس کے چشم دید حالات (حصہ دوم)

جس میں جنگ طرابلس کے اصلی اور صحیح واقعات خصوصاً غازی انور بے کے قلم کے لکھے ہوئے مارچ ۱۹۱۲ء سے تا اختتام جنگ نہایت مفصل در معتبر ذرائع سے تاریخوار درج کئے گئے ہیں۔ تصاویر حضرت شیخ سنوسی۔ غازی انور بے۔ ادھم پاشا۔ نشاط بک۔ فتحی بک۔ کرنل رؤف پاشا۔ زہدی پاشا۔ کرنل [illegible] بے۔ عبدالرحمن پاشا و نقشہ میدان جنگ ساتھ شامل ہیں۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف ۶؍ معہ محصولڈاک۔

المشتہر

جنرل منیجر قریشی بک ایجنسی لاہور